یا اللہ جل جلالہ　　　　یا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ وَسلَّم

الحجۃ التامۃ
لاثبات العمامۃ
(اردو ترجمہ)

تصنیف
عمدۃ الاتقیاء استاذ العلماء
مرشدِ شریعت و طریقت، خورشید ملت، قطب الاقطاب
حضرت علامہ مولانا مفتی شائستہ گل صاحب
رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ ونور اللّٰہ تربتہ ومتعنا اللّٰہ تعالیٰ بفیوضہ

ناشر
جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ
فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن نمبر ۱۰ کراچی غربی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ مشرع الشرائع و الاحکام و الصلوۃ و السلام علی سیدنا مبین السنۃ للانام وعلی الہ وصحبہ۔

تمام تعریفات اللہ تعالیٰ کے لئے جو شرائع واحکام کالازم کرنے والا ہے اور درود و سلام ہمارے آقا کی ذات والا صفات پر جو لوگوں کو سنت بیان کرنے والے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اولادو اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر۔

المتمسکین بھا بالدوام و الناشرین لھا بالجھاد و الافھام۔

جو ہمیشہ سنن نبویہ پر عمل پیرا ہیں اور انہیں جہاد اور افہام و تفہیم کے ذریعہ نشر کرنے والے ہیں۔

اما بعد

جب میں حج کے لئے ۱۳۷۰ھ کو سرزمین حجاز مقدس گیا تو وہاں عرب و عجم کے اکثر مسلمانوں کو دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سنت مقدسہ، عمامہ شریف کے تارک ہیں اور بعض حضرات سے اس موضوع پر تحقیقی گفتگو بھی ہوئی۔ بریں بناء عمامہ کی اہمیت و فضیلت کے پیش نظر ارادہ ہوا کہ قرآن و سنت اور اجماع امت سے اس کی سنیت کو ثابت کیا جائے۔ چنانچہ اپنے رسالہ کو مقدمہ، ایک مقصد اور خاتمہ پر مشتمل کیا، اور اس کا نام ''الحجۃ التامۃ لاثبات العمامۃ'' تجویز کیا۔

تحریر: مولوی شائستہ گل بن علامہ فہامہ مولانا محمد علی علیہ الرحمۃ

مقدمه

ا۔ عمامہ بکسر العین یعنی عین کے نیچے کسرہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ (قاموس، شرح شمائل)
اور بعض نے ضمہ بھی پڑھا ہے (قاموس) لیکن اس پر فتحہ پڑھنا غلط ہے۔ (تاج العروس، شرح شمائل، الدعامہ)

۲۔ عمامہ کی تعریف: لغت میں عمامہ کہتے ہیں ہر اس چیز کو جو سر پر باندھی جائے اور اس سے سر کو لپیٹا جائے خواہ اون کی ہو یا روئی وغیرہ کی خواہ اس کے نیچے ٹوپی ہو یا نہ ہو، لیکن سنت کے لئے اس کپڑے کا سات شرعی گز ہونا ضروری ہے۔ جب مطلق عمامہ بولا جاتا ہے تو متبادر و متعارف یہی ہوتا ہے۔

۳۔ عمامہ کی جمع عمائم ہے جیسا کہ ثبوت عمامہ کے ضمن میں یہ حدیث شریف آرہی ہے کہ **العمائم تیجان العرب** (عمامہ باندھنا عربوں کا تاج ہے) (مصباح، صحاح، قاموس) **عممت ای کورت العمامة علی الرأس۔** (مصباح) عممت کہتے ہیں کہ میں نے عمامہ کو سر پر لپیٹا۔

۴۔ وجہ تسمیہ: عمامہ کو عمامہ اس لئے کہتے ہیں کہ عام طور پر پورے سر کو ڈھانپ لیتا ہے۔[1]

۵۔ باندھنے کا طریقہ: رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم گنبد نما سر کے گرد باندھنے کا طریقہ تھا، چنانچہ شرق وغرب کے علماء اسی طرح باندھتے ہیں۔[2]

حدثني أبو عبد السلام قال: سألت ابن عمر كيف كان النبي صلى الله عليه و سلم يعتم قال: كان يدير العمامة على رأسه ويغرزها من ورائه ويرسل لها ذؤابة بين كتفيه، اھ۔[3]

---

1 (الدعامہ، ص ۴)
2 (رسالہ آداب سید البشر، تحفة الرسولية، هدايت الابرار، ص ۳۶)
3 (ابو الشیخ قسطلانی، ص ۲۴۸، ج ۸، بیہقی فی الشعب)

وقال هذا يدل على انها عشرة اذرع و الظاهر انها كانت نحو العشرة او فوقها بيسير، اھ۔[4]

عبد السلام کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کیسے عمامہ باندھتے تھے تو فرمایا اپنے سر پر عمامہ کے کور (بل) گول باندھتے اور پیچھے کی طرف اس کا سرا اڑستے شملہ دو کندھوں کے درمیان چھوڑتے اور فرمایا یہ دس گز ہونے پر دلالت کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ دس گز تھا یا تھوڑا سا اس سے زائد۔

٦۔ عمامہ کی ابتداء: سب سے پہلے اپنے سر پر عمامہ باندھنے والے ہمارے آقا و مولا سیدنا آدم علیہ السلام تھے کہ جب جنت سے دنیا میں تشریف لائے تو جبریل امین نے باندھا تھا۔

دوسرے شخص ذوالقرنین تھے جب ان کے سر پر قرن نکل آئے تھے تو ان کو چھپانے کے لئے عمامہ باندھا۔[5]

مقاتل بن حبان نبطی سے مروی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی جس میں ہے کہ نبی امی صاحب جمل، مدرعہ اور صاحب عمامہ کی تصدیق کرو۔ (الحدیث)

اس سے صاحب عمامہ کی وجہ تسمیہ بھی ماخوذ ہوتی ہے نیز یہ بھی اشارتاً معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ ظاہر ہوں گے تو عمامہ استعمال کریں گے۔

٧۔ عمامہ فرشتوں کی علامت ہے: درج ذیل آنے والی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمامہ اور کندھوں کے مابین شملہ رکھنا فرشتوں کی علامت ہے جیسا کہ چند احادیث میں یہ مذکور ہے، اھ۔[6]

---

[4] (سیوطی، شرح المواهب، شرح شمائل، مناوی ابن سلمان، شیخ جسوس، محاضرۃ الاوائل، دعامہ، ص٧٧)
[5] (اوائل سیوطی، محاضرۃ الاوائل، الدعامۃ، ص ٥)
[6] (الدعامہ، ص ٦٨)

۱۔ عن رکانۃ بن عبد یزید بن ھاشم قال قال ررسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم من لبس العِمامۃ یُعطی بکلّ کَوْرَۃٍ یُدَوِّرُھا علی رأسِہ او قلنسوتہ نُورًا۔[7]

حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا جس نے عمامہ باندھا تو اسے عمامہ کے ہر بل کے عوض جو اس نے سر یا ٹوپی پر لپیٹا نور عطا کیا جائے گا۔

۲۔عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قالِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم من اعتمَّ فلہ بکلّ کورۃٍ حسنۃٌ، فإذا حطّ فلہ بکلِ حطۃٍ حطۃُ خطیئۃٌ۔[8]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے عمامہ باندھا تو اسے ہر بل کے عوض نیکی ملے گی اور اس کا ایک گناہ معاف ہو گا۔

۳۔ آئندہ آنے والی وضو، جمعہ اور نماز وغیرہ کی ترغیب والی احادیث سے عمامہ کا سنت ہونا ثابت ہوتا ہے ان کی طرف رجوع فرمایئے۔

۴۔فِیہِ سَکِینَۃٌ مِنْ رَبِّکُمْ وَبَقِیَّۃٌ مِمَّا تَرَکَ آلُ مُوسَی وَآلُ ھَارُونَ (البقرۃ ۲۴۸)

ترجمہ: جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی۔

مفسرین اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں وہ برکات حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور مصلیٰ اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا اور عمامہ تھے۔ (تفسیر خازن و مدارک)

---

[7] (اخرجہ الماوردی، الدعامہ، ص ۷)
[8] (اخرجہ الرامھرمزی فی الامثال، الدعامۃ، ص ۷)

مقصد

اس میں پانچ فصول ہیں۔

فصل اول

عمامہ سنت ہے، مسلمان اور ملائکہ کی علامت ہے

ا۔ بدانکہ عمامہ پوشیدن سنت است و احادیث در فضل عمامہ بسیار آمدہ است۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ عمامہ پہننا سنت ہے، عمامہ کی فضیلت میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔[9]

دلیل ۲: فالعمامۃ سنۃ۔[10]

عمامہ سنت ہے۔

دلیل ۳: والعمامۃ سنۃ لا سیما للصلوٰۃ و لقصد التجمل لاخبار کثیرہ، اھ۔

عمامہ سنت ہے خصوصًا نماز اور قصد زینت کے لئے بکثرت احادیث کی بناء پر۔[11]

دلیل ۴: وللتمیز بیننا و بین الکفار[12] مفاد الاحادیث ان العذبتہ من السنۃ لان سنیۃ ارسالھا اذا اخذت من فعلہ علیہ السلام فاولی سنیۃ اصلھا، اھ۔[13]

---

[9] (شرح سفر السعادت، ج ۲، ص ۴۲، اشعۃ اللمعات، ج ۲، ص ۵۵۳، لباس حاشیہ ترمذی، ص ۲۱۹)

[10] (تیسیر عزیزی، شرح جامع صغیر سیوطی، دعامہ، ص ۴۹)

[11] (شرح شمائل مناوی، شرح شمائل باجوری، حاشیہ جامع صغیر، تحفۃ المحتاج شرح المنھاج، دعامہ، ص ۱۵، حاشیہ ترمذی، ص ۵۰۳، افضل الکلام فی العمامۃ، ص ۳۵)

[12] (حاشیہ جامع صغیر شیخ حفنی دعامۃ، ص ۱۵)

[13] (شرح مواھب، شرح المنھاج ابن حجر، دعامہ، ص ۴۹)

ہمارے اور کفار کے درمیان امتیاز کے لئے احادیث سے مستفاد ہے کہ شملہ رکھنا سنت ہے کیونکہ شملہ چھوڑنے کا سنت ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فعل سے ثابت ہے تو اس کے اصل کا سنت ہونا بطریق اولیٰ ثابت ہوا۔

دلیل ۵: ان العمامة سنة مؤكدة محفوظة لم يتر كها الصلحاء، اھ۔[14]

عمامہ سنت مؤکدہ محفوظہ ہے جسے صلحاء نے ترک نہیں کیا۔

عمامہ کا مسلمان اور ملائکہ کے لئے علامت ہونے کا بیان آگے آرہا ہے۔

دلیل ٦: العمامة سنة المسلمين، اھ۔[15]

عمامہ مسلمانوں کی سنت ہے۔

دلیل ۷: العمامة سنة الاسلام، اھ۔[16]

عمامہ اسلام کا شعار ہے۔

دلیل ۸: السُّنَّةُ أَنْ يَلْبَسَ الْقَلَنْسُوَةَ وَالْعَمَائِمَ، اھ۔[17]

ٹوپی پر عمامہ پہننا سنت ہے۔

دلیل ۹: جاء رجل الی ابن عمر فقال یا ابا عبدالرحمٰن العمامة سنة فقال نعم۔[18]

---

14 (شرح شمائل باجوری، دعامہ، ص ۴۹)
15 (ابن عربی دعامہ، ص ۱٦، ۳٦)
16 (ابن عربی دعامہ، ص ۱٦، ۳٦)
17 (ابن جزری، جمع الوسائل، شرح شمائل مناوی، جامع صغیر للسیوطی، دعامہ، ص ۳۴، ۳۵، مرقاۃ عن الجزری، ج ۴، ص ۲۷۴)
18 (عینی شرح بخاری، باب لباس، ج ۱۰، ص ۲۳۲)

ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آکر کہا کیا عمامہ سنت ہے؟ تو فرمایا ہاں سنت ہے۔

دلیل ۱۰: کہا علامہ طیبی نے کہ حدیث عمرو بن حریث سے ثابت ہوتا ہے کہ عمامہ باندھنا سنت ہے۔[19]

دلیل ۱۱: فنقل سالم عن الصحابة: أنهم إذا أطلقوا السنّة لا يريدون بذلك إلا سنّة النبي صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔[20]

حضرت سالم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل کیا کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مطلق سنت کا لفظ بولتے ہیں تو وہ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم مراد لیتے ہیں۔

صرف ٹوپی خلاف سنت اور کفار کی علامت ہے۔

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ تَحْتَ الْعَمَائِمِ وَيَلْبَسُ بِغَيْرِ الْقَلَانِسِ اهـ. وَلَمْ يُرْوَ أَنَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَبِسَ الْقَلَنْسُوَةَ بِغَيْرِ الْعِمَامَةِ۔[21]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ٹوپی پر عمامہ باندھتے اور بغیر ٹوپی کے بھی عمامہ باندھتے تھے اور یہ مروی نہیں کہ آپ نے بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی سر پر رکھی ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ صرف ٹوپی رکھنا کفار کی علامت ہے اور خلاف سنت کیوں نہ ہو جب کہ حدیث رکانہ میں بھی صرف ٹوپی کو علامت کفار فرمایا ہے۔

---

[19] (مظاہر حق، خطبہ جلد اول، ص ۴۷۰)
[20] (شرح نخبہ)
[21] (مرقاۃ المفاتیح، ج۷، ص ۲۷۷۷، الناشر: دار الفکر، بیروت، لبنان)

۲۔أَمَّا لُبْسُ الْقَلَنْسُوَةِ فَهُوَ زِيُّ الْمُشْرِكِينَ، اھ۔[22]

لیکن صرف ٹوپی رکھنا کفار کی نشانی ہے۔

۳۔فاما المسلمون يلبسون القلنسوة فوقها العمامة۔

لیکن مسلمان تو ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں اور سر پر تنہا ٹوپی رکھنا کفار کی علامت ہے۔

فالعمامة سنة، اھ۔

عمامہ سنت ہے۔[23]

عمامہ شعار اسلام ہونے کی وجہ سے ذمی کے لئے پہننا ممنوع ہے

دلیل نمبر ۱: عمامہ پہننا ذمی کے لئے ممنوع ہے، اگرچہ میلا ہو یا زرد رنگ کا صواب قول یہی ہے۔(بحر اور رشیاہ میں اسی پر اعتماد کیا ہے، ص ۳۵۰)

دلیل نمبر ۲: عمامہ اور دیگر لباس میں مسلمان اور ذمی کے درمیان امتیاز ضروری ہے۔[24]

دلیل نمبر ۳: لباس، ہیئت، سواری، زینت اور ہتھیار میں ذمی کا ہم سے فرق کرنا ضروری ہے۔[25]

---

22 (شرح شمائل باجوری، جامع الصغير للسيوطی، الدعامة، ص ۸۲، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)

23 (ابن العربی، التيسير العزيزی، جمع الوسائل، شرح شمائل مناوی، حاشيه جامع الصغير علامه حفنی، تحفة المحتاج، شرح المنهاج، فيض القدير مناوی، حاوی للفتاوی، شرح شمائل شيخ جسوس، سيرت حليه، الدعامة، ص ۳۷)

24 (مجمع الانهر، ج ۱، ص ۶۱۷)

25 (درمختار، ج ۲، ص ۵۰۵)

عمامہ مسلمان کی علامت و شعار ہے

دلیل نمبر ۱: **وعن رکانة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس"۔**[26]

حضرت رکانہ بن یزید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق و امتیاز ٹوپیوں پر عمامے پہننا ہے۔

دلیل نمبر ۲: **عن رکانة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "العمامة على القلنسوة فصل بيننا وبين المشركين"۔**[27]

حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ٹوپی پر عمامہ پہننا ہمارے اور مشرکین کے درمیان امتیاز ہے۔

دلیل نمبر ۳: **قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم العمامة سيما (فارق) بين المسلمين والكافرين۔**[28]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ عمامہ مسلمان اور کافر کے درمیان امتیاز ہے۔

دلیل نمبر ۴: **قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم العمائم تيجان العرب فاذا وضعوا وضعوا عزهم فی رواية وضع الله عزهم ای ان العمائم بمنزلة تيجان الملوك۔**

---

[26] (ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۰۹، الدیلمی و طبرانی کبیر ترمذی، ص ۲۲۴ باب لباس، دعامه، ص ۱۳، القسطلانی باب العمائم، ص ۴۲۸، مشکوٰۃ شریف باب لباس، ص ۳۱۹)

[27] (اخرجه الماوردی، الدعامة، ص ۷)

[28] (اخرجه الدیلمی فی مسند الفردوس، کنوز الحقائق، ص ۸۷)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا عمامہ عرب کا تاج ہے جب اسے اتار دیں گے تو اپنی عزت اتار دیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عزت (ختم کر) دے گا یعنی عمامے عرب کے لئے بمنزلہ شہنشاہوں کے تاج کے ہیں۔

اس حدیث کو مرفوعًا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ابو نعیم نے حلیہ میں، ابن سنی، دیلمی نے روایت کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعًا قضاعی نے مسند الشھاب میں، دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا م معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رامھرمزی نے الامثال میں روایت کیا، حضرت مکحول سے مرسلاً ابو عبداللہ محمد وضاح نے روایت کیا، نیز جامع الصغیر، کنوز الحقائق، ص۸۵، الدعامۃ، ص۷،۶،۵ میں موجود ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عمامہ مسلمانوں کا شعار ہے۔

دلیل نمبر ۵: عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان العمائم وقار للمؤمن وعز للعرب فإذا وضعت العرب عمائمها فقد وضعت عزها۔

عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عمامہ مؤمنوں کے لئے وقار اور عرب کی عزت وناموس ہے، جب اسے سر سے اتار پھینکیں گے تو گویا وہ عزت وناموس کو اتار دیں گے۔

اسے دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا نیز یہ الدعامہ میں بھی ہے یعنی عمامہ مسلمانوں کی عزت ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ یہ سنت مؤکدہ ہے۔

عمامہ فرشتوں کا شعار ہے

دلیل نمبر ۱: عَنْ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ بالعمائم فَإِنَّهَا سيماء الْمَلَائِكَة وأخوها خلف ظهوركم۔[29]

---

[29] (شعب الایمان، مشکوۃ المصابیح باب اللباس، ص ۳۰۵)

عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا تم پر عمامہ لازم ہے کہ فرشتوں کی علامت ہے اور اس کا شملہ پس پشت چھوڑ دو۔

(اسے بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔)

دلیل نمبر ۲: **عن عبد الله بن عباس و مالک بن اوس وعلی قالوا الرسول علیه السلام مُسَوِّمِینَ قالَ معلَّمینَ و کانت سیما الملائِکۃِ العمائم۔ (الحدیث)**

حضرت ابن عباس، مالک بن اوس اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا مسومین کا معنی معلمین (علامت والے) ہے اور فرشتوں کی علامت ونشانی عمامہ ہے (آخر حدیث تک)۔

جیسا کہ عمامہ کے رنگوں کے بیان میں جو کہ چالیس محدثین سے ثابت ہیں، اس بیان میں آرہی ہیں علیم بالعمائم سے عمامہ کی مواظبت ثابت ہورہی ہے، اھ۔ جس سے ثابت ہوا کہ عمامہ پہننا سنت مؤکدہ ہے۔

دوسری فصل
استطاعت کے باوجود بلا عمامہ نماز مکروہ تحریمہ ہے اور اسے معیوب سمجھنا کفر ہے

النوع الاول

بغیر عمامہ کے نماز مکروہ تحریمہ ہے۔

دلیل نمبر ۱: عمامہ پہننا سنت مؤکدہ ہے، لہٰذا قدرت و استطاعت کے باوجود بلا عمامہ نماز پڑھنا مکروہ تحریمہ ہوا۔[30] بحر سے مکروہات نماز نقل کرتے ہوئے۔[31]

دلیل نمبر ۲: عمامہ اسلام، مسلمان اور ملائکہ کا شعار ہے علیکم بالعمائم سے مامور بہ ہے جیسا کہ گزر چکا ہے، نیز تفصیلی بیان آئندہ آرہا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اس کے بغیر نماز مکروہ تحریمہ ہے۔

دلیل نمبر ۳: تُكْرَهُ الصَّلَاةُ حَاسِرًا رَأْسَهُ إِذَا كَانَ يَجِدُ الْعِمَامَةَ وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ تَكَاسُلًا أَوْ تَهَاوُنًا، كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ۔

ننگے سر نماز مکروہ تحریمہ ہے جب کہ عمامہ موجود ہو کیونکہ اس نے اب یہ فعل سستی و کاہلی کی بناء پر کیا اسی طرح ذخیرہ میں ہے۔[32]

اور یہی مختار ہے، اسی طرح غیاثیہ میں ہے، اھ۔[33]

---

[30] (شامی، ج ۱، ص ۴۳۹)

[31] (تلویح شامی باب السنن، ج ۱، ص ۳۱۵، باب الکراھیۃ بحوالہ زیلعی، ج ۵، ص ۲۱۵)

[32] (عالمگیری، باب مکروہ الصلوٰۃ، ص ۱۴۸، نور الایضاح و المراقی، ص ۲۱۴، المیہ و کبیری، ص ۳۹۲، تنویر الابصار و الدر المختار، ص ۴۳۱، شرح وقایہ، ص ۱۸)

[33] (مجموعہ سلطانی، ص ۴۳ و خلاصہ، ص ۶۱)

دلیل نمبر ۴: اور اس کا سبب یہ ہے کہ سر چھپانا مشکل لگتا ہو اور نماز میں اس کو کوئی اہمیت نہ دیتا ہو جس کی وجہ سے نماز میں سر پر عمامہ نہیں رکھتا، یہی معنیٰ ہے فقہاء کرام کے اس قول **وتھاونا بالصلوٰۃ** کا۔[34]

حلیہ میں ہے:

اصل الکسل ترک العمل لعدم الإرادۃ فلو لعدم القدرۃ فھو العجز۔[35]

کسل کا معنیٰ ہے ارادہ نہ ہونے کی وجہ سے عمل ترک کر دینا کیونکہ اگر عمل کی استطاعت ہی نہ ہو تو اسے عجز و عاجز ہونا کہتے ہیں کسل نہیں۔

میں اقوال کہتا ہوں کہ عمامہ کے نیچے ٹوپی ہو یا نہ ہو برابر ہے، اگر درمیان سے سر ننگا ہو تو اسے کونہ حاسرًا کہتے ہیں جو کہ مکروہ کی ایک صورت ہے۔

اس پر دلیل اگر درمیان سے ٹوپی ننگی ہونا کونہ حاسدًا میں شامل ہے۔ مذکورہ بالا دلیل نمبر ۳ سبب والی صورت ہے اسی طرح دلیل نمبر ۴ اور ۵ ہے۔

نیز طحطاوی میں جو اعتجار کی تعریف ہے وہ یہ ہے:

والمراد أنه مکشوف عن العمامة لا مکشوف أصلا کما یاتی۔[36]

اعتجار سے مراد یہ ہے کہ درمیان میں سر عمامہ سے ننگا ہو نہ یہ کہ (بغیر ٹوپی) ننگا ہو۔

الرابع: قولھم تکرہ ان یصلی وھو معتجر وھو ان یشد حول رأسه العمامة ویکشف ھامته اھ۔

---

34 (کبیری، ص ۳۹۲، شامی، ج ۱، ص ۴۳۱)

35 (حلیۃ، ج ۱، ص ۳۱)

36 (حاشیۃ الطحطاوي علی مراقي الفلاح شرح نور الإیضاح، ج ۲، ص ۳۶۵، الناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت - لبنان)

چوتھا فقہاء کا قول ہے کہ اعتجار کی حالت میں نماز مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ سر کے ارد گرد دستار باندھ لے اور کھوپڑی ننگی رکھے۔[37]

اسی طرح بحر الرائق میں ہے، اھ۔[38]

دستار سر سے اتار کر زمین پر رکھنا یا زمین سے اٹھا کر سر پر رکھنا، دونوں صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی البتہ مکروہ ہے۔

اسی طرح السراج الوھاج میں ہے، اھ۔[39]

کیونکہ اس نے استطاعت کے باوجود بغیر دستار کے نماز پڑھی ہے۔

مطلق کراہت کا لفظ جب بولا جاتا ہے تو اس سے مراد مکروہ تحریمہ ہوتا ہے۔[40]

كل مكروه حرام عند الامام محمد وعندهما لا لكن الحرام اقرب۔[41]

ہر مکروہ امام محمد کے نزدیک حرام ہے اور شیخین کے نزدیک نہیں، البتہ حرام کے نزدیک ترین ہے، اھ۔

سوال: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عمامہ سنت مؤکدہ ہو اور اس کا ترک مکروہ ہو، جبکہ فقہاء کرام نے فرمایا: **والمستحب ان يصلي الرجل في ثلاثة اثواب قميص و ازار و عمامة۔** مرد کا تین کپڑوں

---

37 (خلاصه في بيان المكروهات، ص ۶۱، زيلعي، ص ۱۲۴، عالمگيرى، ص ۱۴۹، نور الايضاح ومراقى الفلاح، ص ۲۱۰، منية و كبيرى، ص ۳۹۳، درمختار، ج ۱، ص ۴۳۸، ردالمختار باب كراهة تحريميه، ج ۱، ص ۴۳۹، طحطاوی کی مذکورہ بالا اعتجار کی تعریف، ص ۲۱۰، ولوالجی نے کہا: اور نماز سے خارج بھی مکروہ ہے۔)

38 (عالمگیری باب المکروه، ص ۱۴۹)

39 (هنديه، ج ۱، ص ۱۵۰)

40 (شامی، ج ۱، ص ۸۹، ۳۴۳، ج ۱، ص ۴۲۶)

41 (تنوير الابصار، ج۵، ص ۲۱۵)

میں نماز پڑھنا مستحب ہے، وہ یہ ہیں قمیض، چادر اور عمامہ۔ خلاصۃ الفتاویٰ، ج ا، تاتار خانیہ، بدائع الصنائع، التحفہ، کبیری وغیرھا، چادر اور عمامہ۔

جواب نمبر ا: نماز کے لئے مجموعی طور پر تین کپڑے مستحب ہیں نہ یہ کہ انفرادی طور پر ورنہ یہ قول قرآن و حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے کیونکہ ستر عورت کی مقدار فرض ہے جیسا تمام متون شروحات اور فتاویٰ جات کی کتب میں موجود ہے۔

جواب نمبر ۲: یہاں لفظ مستحب بمعنی سنت ہے سابقہ دلیل کے مطابق اور مستحب اور سنت ہر ایک کا دوسرے پر اطلاق جائز ہے۔[42]

سوال: علماء کرام فرماتے ہیں اگر نمازی ایک ہی کپڑے سے تمام بدن کو ڈھانپ کر نماز پڑھے تو جائز ہے؟ (بدائع، تحفہ، کبیری وغیرہ)

جواب: لفظ جواز کا معنی ہے جو شرعًا ممنوع نہ ہو لہٰذا امباح، مکروہ، مستحب، سنت اور واجب سب پر جواز کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ (شامی، جلد اول)

ہر وہ لباس جو خلاف سنت ہو وہ مکروہ ہے۔[43]

النوع الثانی: عمامہ کو حقیر سمجھنا کفر ہے

دلیل نمبر ا: ان فعله استخفافا كفر۔

اگر حقارت سے کیا تو کافر ہو گیا۔[44]

---

42 (غاية الاوطار، ج ا، ص ۸۵)
43 (جامع الرموز، ص ۴۳۲)
44 (طحطاوی، ص ۲۱۶)

دلیل نمبر ۲: واما الاستهانة لها کفر۔[45]

اور لیکن اس (عمامہ) کی اہانت کرنا کفر ہے۔

دلیل نمبر ۳: ولیس معناه الاستخفاف بها والاحتقار لانه کفر، اھ۔[46]

اور اس کا معنی ''معمولی سمجھنا اور حقیر جاننا'' نہیں کیونکہ وہ تو کفر ہے۔

دلیل نمبر ۴: من استقبح من آخر جعل بعض العمامة تحت حلقه کفر، اھ۔[47]

جس نے قبیح جانتے ہوئے عمامہ کے کچھ حصہ کو گلے کے نیچے کر لیا تو وہ کافر ہو گیا۔

تیسری فصل
قرآن سے عمامہ کا ثبوت

۱۔ یُمۡدِدۡکُمۡ رَبُّکُمۡ بِخَمۡسَةِ آلَافٍ مِنَ الۡمَلَائِکَةِ (آل عمران ۱۲۵)

ترجمہ: تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔

اس آیت کے تحت متعدد مفسرین اور چالیس محدثین نے ذکر کیا ہے کہ سومتہ سین کے ضمہ کے ساتھ کا معنی عمامہ ہے اور فرشتوں کی علامت عمامہ تھی، جیسا آئندہ عمامہ کے رنگوں کے ضمن میں آرہا ہے۔[48]

جبکہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا:

علیکم بالعمائم فانها سیما الملائکة۔

تم پر عمامے لازم ہیں کہ یہ فرشتوں کی علامت ہے۔

---

45 (الدر المختار، ج ۱، ص ۴۳۱)

46 (کبیری، ص ۳۹۲)

47 (مسائرہ لابن ھمام، دعامة، ص ۱۸، مسامرہ، ص ۱۴۹، ظهیریه، خلاصه، شرح فقه اکبر لملاعلی قاری، ص ۲۰۹، بحر، ج ۵، ص ۱۲۹، شامی، ج ۳، ص ۲۶۹)

48 (سیرت شامی، دعامه، ص ۴)

جیسا کہ یہ حدیث آرہی ہے:

۲۔وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْ (المدثر ۴)

ترجمہ: اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔

اس آیت میں ثیاب جمع ثوب کی ہے اور جمع کا اطلاق تین افراد پر ہوتا ہے جو کہ قمیص، چادر اور عمامہ ہیں جیسا کہ خلاصہ کے حوالہ سے اس کا ذکر ہو چکا ہے اس میں نماز کا ذکر بھی ہے جس پر قرینہ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ (المدثر ۳) ہے۔

۳۔یَابَنِي آدَمَ خُذُوا زِینَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف ۳۱)

ترجمہ: اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ۔

اس میں فرمایا جب تم نماز پڑھنا چاہو تو زینت والا لباس پہنو۔ اور سنت بھی یہی ہے کہ نمازی اچھی ہیئت اور لباس میں نماز پڑھے کیونکہ انسان نماز میں اپنے رب سے مناجات کرتا ہے، لہٰذا طہارت و ستر کی طرح زینت بھی مستحسن ہے، اھ (مدارک) میں کہتا ہوں کہ عمامہ اچھی ہیئت سے ہے لفظ خذوا امر ہے جس میں اصل وجوب ہے لیکن یہاں سنت ہے۔

چوتھی فصل

احادیث سے عمامہ کا ثبوت

نوع اول: احادیث سابقہ و لاحقہ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی لباس وغیرہ میں بھی اقتداء ثابت ہوتی ہے، لباس میں عمامہ بھی شامل ہے۔ نیز یہ فرشتوں کی علامت ہے۔ مومنوں اور اسلام کا شعار ہے مسلمانوں اور کفار کے درمیان امتیاز ہے اور مساجد اور بالخصوص جمعہ میں تجمل و زینت کی زیادہ تاکید کی گئی ہے، زینت لباس میں عمامہ بھی شامل ہے۔

دوسری نوع: احادیث میں عمامہ کا حکم ہے۔

۱۔عن عبادة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: علیکم بالعمائم۔[49]

عبادۃ بن صامت نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم نے فرمایا عمامہ کو لازم پکڑو۔

۲۔عن اسامة بن عمر قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اعتموا تزدادوا احلما۔[50]

اسامہ بن عمر فرماتے ہیں کہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا عمامہ پہنو کہ اس سے حلم و وقار بڑھتا ہے۔

۳۔یہی اسامہ والی حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعًا طبرانی نے کبیر میں، حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے اور بزاز نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما والی حدیث کے شواہد ذکر کئے ہیں، یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر شواہد سے ضعف دور ہو جاتا ہے۔[51]

۴۔نیز رامھرمزی اور دعامہ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

۵۔عن اسامة بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلهٖ واصحابه وسلم اعتموا تحلموا۔[52]

اسامہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم نے فرمایا عمامہ پہنو، باوقار بنو۔

۶۔عن سالم دخلت علی ابن عمر و قال لی یا بنی اعتم تحلم و تکرم۔[53]

---

49 (شعب الایمان للبیهقی، مشکوٰۃ المصابیح، باب لباس، ص۳۷۵، ابن عدی، طبرانی کبیر، دعامه، ص۸)

50 (ابن عدی، ابن قانع، بیهقی، دعامه، ص۱۱)

51 (دعامه، ص۱۱)

52 (اخرجه محمد بن مصناح، دعامه، ص۱۰)

53 (ابن نجار، دعامه، ص۱۲)

سالم کہتے ہیں کہ میں ابن عمرو کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا بیٹا عمامہ پہن باوقار اور باعزت بن جائے گا۔

۷۔ عن عبدالاعلی بن عدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم هکذا فاعتموا فإن العمائم سیما الإسلام۔

عبد الاعلی بن عدی سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا اس طرح عمامہ پہنو کہ عمامہ اسلام کا شعار ہے۔[54]

۸۔ عن ابن عوف قال عممنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم فقال یا ابن عوف هکذا اعتم۔ (الحدیث)

ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے مجھے عمامہ پہنایا تو فرمایا اے ابن عوف اسی طرح عمامہ پہنا کرو۔[55]

۹۔ عن خالد بن معدان التابعی مرسلا قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم اعتموا خالفوا علی الأمم قبلکم۔[56]

خالد بن معدان تابعی نے مرسلاً روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا عمامہ پہنو اور پہلی امتوں کی مخالفت کرو۔

اس سبب کا تقاضہ ہے کہ **اعتموا** میں ہمزہ کو مکسور اور میم کو مشدد پڑھا جائے اس کا معنیٰ ہو گا **البسوا العمائم** یعنی عمامہ پہنو، سر پر باندھو۔ (**فیض القدیر**)

---

[54] (ابو نعیم، قسطلانی باب العمائم، ج۸، ص ۴۲۸)

[55] (ابن ابی شیبۃ، قسطلانی باب اللباس، ص ۴۲۸ وعن ابن عمر)

[56] (شعب الایمان للبیهقی، ج۵، ص ۱۷۶، الناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت)

۱۰۔ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم تَسَوَّمُوا فَإِنَّ الْمَلَائِکَةَ قَدْ تَسَوَّمَتْ۔[57]

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا سر پر عمامہ باندھو کہ فرشتوں نے (بطور) علامت باندھا۔

۱۱۔ وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم تعمموا فان الملائکة تعممت۔[58]

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا عمامہ باندھو کیونکہ فرشتوں نے عمامے باندھے ہیں۔

عارف باللہ شیخ حفنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس حدیث سے فرشتوں کی صفات سے متصف ہونے کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم تقاضا فرمارہے ہیں۔[59]

نوع ثالث نماز کی فضیلت کے ضمن میں عمامہ کا عمومی ثبوت

حدیث نمبر ۱: عن ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم صَلاَۃٍ؛ تَطَوُّعٍ وَفَرِیضَۃٍ بعمامة تعدل خمسا وعشرین صلاۃ بلا عمامة وجمعة بعمامة تعدل سبعین جمعة بلا عمامة۔[60]

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا عمامہ کے ساتھ ایک نفلی یا فرضی نماز بغیر عمامہ کے پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے

---

[57] (ابن ابی شیبۃ، کنوز الحقائق، لباب الاخبار، ص ۳۱)
[58] (کنوز الحقائق، لباب الاخبار، ص ۳۱)
[59] (الدعامہ، ص ۱)
[60] (مسند الفردوس، مرقات المفاتیح باب اللباس، ص ۴۲۷)

ساتھ ایک نماز جمعہ بغیر عمامہ کے ستر نماز جمعہ کے برابر ہے۔(اسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں، دیلمی نے مسند الفردوس میں اور ملا علی قاری نے مرقات المفاتیح میں ذکر کیا ہے)۔

حدیث نمبر ۲: عن جابر قال علیه السلام رکعتان بعمامة أفضل من سبعین رکعة بغیر عمامة۔[61]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا عمامہ کے ساتھ دو رکعت بغیر عمامہ کے ستر رکعات سے بہتر ہے۔(دیلمی نے مسند الفردوس میں ذکر کیا)۔

حدیث نمبر ۳: وفی روایة صلوۃ مع عمامة خیر من سبعین صلوۃ بلا عمامة، اھ۔[62]

ایک روایت میں ہے کہ عمامہ سے ایک نماز بغیر عمامہ کے ستر نمازوں سے افضل ہے۔

حدیث نمبر ۴: قال النبی علیه السلام الصلوۃ مع العمامة عشرۃ آلاف حسنة، اھ۔[63]

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا دس ہزار نیکی ہے۔

میں (مولانا شائستہ گل) کہتا ہوں کہ احادیث میں تین اعداد کا ذکر ہوا۔ پچیس، ستر، دس ہزار اس سے حد معین مقصود نہیں بلکہ کثرت ثواب مراد ہے، اھ۔[64]

---

61 (مسند الفردوس، ج ۱، ص ۲۱۹، دعامہ، ص ۹، لباب الاخبار، کنوز الحقائق، ص ۶)

62 (قنیة، دار العمامة، دعامہ، مسلک المتقین جامہ، ص ۲۹۹، صلوۃ السعودی، حاشیہ شمائل ترمذی، ص ۵۰۳، اشعة اللمعات، حاشیہ ترمذی باب اللباس، ج ۱، ص ۲۱۹، رسالہ آداب سید البشر ھدایة الابرار، ص ۳۶)

63 (کنوز الحقائق، ص ۷۷، لباب الاخبار، ص ۳۱)

64 (شرح الشمائل شیخ حفنی، دعامہ، ص ۹)

نوع رابع جمعہ کے لئے عمامہ کا ثبوت بعینہ مطلق نماز کے لئے ثبوت ہے

حدیث نمبر ۱: عن عمرو بن حریث ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم خطب و علیه عمامة سوداء قد ارخی طرفیها بین کتفیه یوم الجمعة۔[65]

عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تو آپ کے سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا جس کے دونوں اطراف دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑے ہوئے تھے۔

حدیث نمبر ۲: عن ابن عباس ان النبی ﷺ خطب الناس و علیه عمامة سوداء۔[66]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مروی ہے کہ آقا علیہ السلام نے جمعہ کے روز لوگوں کو خطبہ دیا تو آپ پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا۔

حدیث نمبر ۳: عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم ان اللہ تعالیٰ و ملائکته یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعة۔[67]

ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بروز جمعہ عمامے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں (عقیلی نے اسے ضعفاء میں، ابن عدی نے کام، طبرانی نے کبیر، ابو نعیم نے حلیہ، شیرازی نے القاب میں ذکر کیا)۔

---

65 (صحیح مسلم باب جواز دخول مکة بغیر احرام ج ۲ ص ۹۹۰ رقم الحدیث ۱۳۵۹ مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت)

66 (شمائل ترمذی، ص ۵۳)

67 (الفردوس بماثور الخطاب ج ۱ ص ۱۴۷ رقم الحدیث ۵۲۹ مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، واخرج العقیلي في الضعفاء وابن عدی فی الکامل؛ وقال منکر، والطبرانی فی الکبیر، وأبو نعیم فی الحلیة والشیرازي فی الألقاب، الدعامه، لباب الأخبار، ص ۳۱)

حدیث نمبر ۴: عن واثلة بن الاصقع نحوہ مرفوعا۔[68]

واثلہ بن اصقع سے بھی ایسے ہی مرفوعًا مروی ہے۔

حدیث نمبر ۵: عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم "إن الله ملائكة مؤكلين بأبواب الجوامع يوم الجمعة يستغفرون لأصحاب العمائم البيض"۔[69]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے فرشتوں کی ایک جماعت مقرر ہے جو جمعہ کے روز جامع مساجد کے دروازوں پر بیٹھ کر سفید عمامہ پہن کر آنے والے نمازیوں کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے۔

حدیث نمبر ٦: عن جعفر بن عمرو بن حريث عن أبيه قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يخطب على المنبر وعليه عمامة سوداء وقد أرخى طرفيها بين كتفيه۔
وفي حديث الحسن بن علي عند أبي داود أنه رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- على المنبر وعليه عمامه سوداء قد أرخى طرفها بين كتفيه۔[70]

جعفر بن عمرو بن حریث اپنے باپ سے اور حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو منبر پر تشریف فرما دیکھا تو آپ پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا جس کی طرف دونوں کندھوں کے درمیان لٹکی ہوئی تھی۔

حدیث نمبر ۷: عن ابی اسحاق قال ارانی علی بن ابی طالب وھو یخطب وعلیہ ازار ورداء وعمامة، اھ۔[71]

---

[68] (طبرانی کبیر، دعامہ، ص ۱۹)

[69] (ذکرہ السیوطي في اللالی، ج ۲، ص ۲۴، اللالی عقیلی، ابن عدی، طبرانی، ابونعیم، شیرازی، دعامہ، ص ۹)

[70] (ابوداؤد، ج ۲، ص ۲۰۹، قسطلانی، ج ۲، ص ۴۲۸)

[71] (درمنثور، مکارم اخلاق الطبرانی، افضل الکلام، ص ۲۸)

ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی مرتضیٰ ابن ابی طالب دکھائے گئے جب کہ آپ پر تہہ بند، چادر اور عمامہ تھا۔

نوع خامس وضو کے ضمن میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے لئے عمامہ کا ثبوت جو کہ بعینہ نماز کے لئے ثبوت ہے

حدیث نمبر ۱: قال بکر وقد سمعت من ابن المغیرۃ ان النبي صلی الله علیه وسلم توضأ فمسح بناصیته وعلی العمامة وعلی الخفین۔[72]

بکر نے کہا کہ میں نے ابن مغیرہ سے سنا کہ یقیناً نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے وضو کیا تو ناصیہ، عمامہ اور موزوں پر مسح کیا۔

حدیث نمبر ۲: عن ابن المغیرۃ بن شعبة أن النبي صلی الله علیه وسلم توضأ فمسح بناصیته وعلی العمامة وعلی الخفین۔[73]

ابن مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے وضو کیا اور اپنے ناصیہ (سر کا اگلا حصہ) عمامہ اور موزوں پر مسح کیا۔

حدیث نمبر ۳: عنه مسح علی الخفین ومقدم رأسه وعلی عمامته۔[74]

انہیں سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے موزوں، اپنے سر کے اگلے حصہ اور عمامہ پر مسح کیا۔

---

[72] (مسلم، نووی، ج ۱، ص ۲۹۲، قسطلانی، ج ۱، ص ۲۶۸)
[73] (مسلم، نووی، ج ۱، ص ۲۹۴، نصب الرایة، ج ۱، ص ۲)
[74] (مسلم نووی، ص ۲۹۸)

حدیث نمبر ۴: عن أنس بن مالک قال رأیت رسول الله -صلی الله علیه و سلم- یتوضأ وعلیه عمامة قطریة فأدخل یده من تحت العمامة فمسح مقدم رأسه ولم ینقض العمامة۔[75]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو وضو کرتے دیکھا، قطریہ (روئی) کا عمامہ تھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے عمامہ اتارے بغیر عمامہ کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر سر کے اگلے حصہ کا مسح کیا۔

ابو داؤد نے اسے روایت کرنے کے بعد خاموشی اختیار کی، منذری، حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور اس پر خاموشی اختیار کی، اھ۔[76]

حدیث نمبر ۵: عن عطاء انه علیه السلام توضا فی العمامة ومسح علی الناصة۔[77]

عطاء سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے عمامہ سر پر رہتے ہوئے وضو کیا اور اپنے سر کے اگلے حصے کا مسح کیا۔

ابن ہمام، ابن حجر اور قسطلانی نے کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے لیکن ایک اور وجہ سے جو کہ موصول ہے سے اس کی تائید ہو جاتی ہے۔[78]

---

[75] (سنن ابی داؤد، ج ۱، ص ۵۶، الناشر: دار الکتاب العربی-بیروت)

[76] (نصب الرایه، ج ۱، ص ۲)

[77] (بیهقی فتح القدیر، ص ۵، امام شافعی، قسطلانی، ج ۱، ص ۲۶۸)

[78] (فتح القدیر، ص ۵، قسطلانی، ص ۲۶۸)

نوع سادس ائمہ اربعہ مجتہدین، صحاح ستہ و دیگر محدثین کی احادیث سے عمامہ کا ثبوت

احادیث امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۔ عن ابن عمر قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکة علی بعیر أورق متقلدا بقوس متعمما بعمامة سوداء من وبر۔[79]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فتح مکہ کے دن بھورے اونٹ پر کمان لٹکائے اون کا سیاہ عمامہ سر پر باندھے ہوئے تھے۔

۲۔ عن ابن عمر أن رجلا قال: یا رسول اللہ ماذا یلبس المحرم من الثیاب قال: لا یلبس القمیص ولا العمامة ولا القبا ولا السراویل، اھ۔[80]

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے، فرمایا: قمیص، عمامہ، جبہ اور شلوار نہیں پہن سکتا۔

احادیث امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۔ مذکورہ بالا حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی روایت کیا ہے۔[81]

[79] (شرح مسند ابی حنیفة، ج ۱، ص ۲۳۲)
[80] (مسند الامام الاعظم، ج ۱، ص ۳۷۳)
[81] (موطا امام مالک، ص ۲۰۰)

۲۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مجھے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت پہنچی ہے کہ ان سے عمامہ کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا پانی کا سر کے بالوں کو لگنا ضروری ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔[82]

احادیث امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

ا۔ عطاء سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے وضو کیا تو عمامہ کو پیچھے ہٹا کر سر کے اگلے بالوں پر مسح کیا۔[83]

نیز اس کا ذکر وضو کے بیان میں ہو چکا ہے۔

۲۔ اور اگر کوئی شخص صرف عمامہ پر ہی مسح کرتا ہے اور سر کے کسی حصہ پر مسح نہیں کرتا تو یہ جائز نہیں یہ ہمارے یعنی شافعیوں کے نزدیک بلا اختلاف ہے، اور یہی امام مالک، ابو حنیفہ اور اکثر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔[84]

احادیث امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ

ا۔ مذکورہ بالا حدیث امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی روایت کی ہے، نیز اسے ابن خزیمہ، ابی عوانہ نے بھی روایت کیا۔[85]

۲۔ وضو میں جو صرف عمامہ پر مسح کا اکتفا کر لیتا ہے تو وہ امام احمد کے نزدیک جائز ہے۔[86]

---

82 (موطا امام محمد، ص ۷۰، باب المسح علی العمامة)

83 (امام شافعی، قسطلانی، ج ۱، ص ۲۲۸)

84 (نووی، باب مسح الخفین، ج ۱، ص ۲۹۴)

85 (تعلیق الممجد، ص ۲۰۹)

86 (قسطلانی، ج ۱، ص ۱۸۰، نووی المسح علی الخفین، ج ۱، ص ۲۹۴)

احادیث بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

ا۔ جعفر بن عمرو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا۔[87]

۲۔ حدیث ابن عمر جو کہ مسند امام اعظم، امام مالک کے حوالے سے مذکور ہو چکی ہے۔[88]

وجہ استدلال: ا۔ ولا عمامۃ کے قول سے باب کے ساتھ مطابقت ہے۔[89]

۲۔ ترجمہ اور حدیث سے اس طرف اشارہ کیا کہ حالت احرام کے بغیر عمامہ پہننا سنت انبیاء و مرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین ہے اس لئے حالت احرام میں اس کو ترک کرنے کا حکم دیا۔[90]

احادیث مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ

امام مسلم نے اپنی جامع میں تین احادیث یعنی حدیث بکر مغیرہ سے دو احادیث روایت کی ہیں جو کہ اثبات عمامہ کے ضمن میں پہلے مذکور ہو چکی ہیں، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

احادیث ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ

ا۔ عن ابن عمر قال: کان النبي صلی اللہ علیہ وسلم إذا اعتم سدل عمامته بین کتفیه۔[91]

---

87 (بخاری، ج ا، ص ۳۲)

88 (بخاری شریف، کتاب العلم، ج ا، ص ۲۵، کتاب الحج، ج ا، ص ۱۷۱، باب ابر انس، ج ا، ص ۷، کتاب اللباس باب السراویل، ص ۱۷، باب العمائم، ص ۱۷)

89 (قسطلانی، ج۸، ص ۴۲۸)

90 (الدعامة، ص ۱۲)

91 (ترمذی باب العمائم، ص ۲۱۹، شمائل، ص ۵۰۳، مشکوٰۃ، باب اللباس، ص ۳۰۳)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم جب عمامہ پہنتے تو دو کندھوں کے درمیان اس کا ایک پہلو لٹکاتے تھے اور امام ترمذی نے اسے حدیث حسن غریب کہا۔

۲۔ عن رُکَانَۃُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ -صلی اللہ علیہ وسلم- یَقُولُ إِنَّ فَرْقَ مَا بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُشْرِکِینَ الْعَمَائِمُ عَلَی الْقَلاَنِسِ۔[92]

رکانہ ابن عبد یزید مطلبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا ہمارے اور مشرکین کے مابین امتیاز ٹوپیوں پر عمامے باندھنا ہے۔

۳۔ عن جابر قال : (دخل النبي صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ یوم الفتح وعلیہ عمامۃ سوداء۔[93]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

۴۔ عمرو بن حریث فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا۔[94]

---

[92] (ترمذی باب اللباس، ص ۲۱۹)

[93] (ترمذی، ص ۲۱۹، شمائل، ص ۵۰۳)

[94] (شمائل، ص ۵۰۳)

۵۔ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کوئی نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اس کا نام عمامہ، قمیص، رداء یعنی چادر وغیرہ لے کر دعا فرماتے:

اللھم لک الحمد أنت کسوتنیه أسألک و خیر ما صنع له و أعوذ بک من شره و شر ما صنع له۔

اے اللہ! تیرے لئے ہی حمد و ثناء ہے جس طرح تو نے مجھے یہ پہنایا میں تجھ سے اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس کی بھلائی جس کے لئے یہ بنایا گیا اور میں تجھ سے اس کے شر سے اور اس کے شر سے جس کے لئے بنایا گیا ہے پناہ چاہتا ہوں۔[95]

٦۔ قال نافع: و کان ابن عمر یسدل عمامة بین کتفیه۔[96]

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے عمامہ کا سدل اپنے دو کندھوں کے مابین رکھتے تھے۔

۷۔ عبید اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد اور سالم کو دیکھا وہ اسی طرح (سدل) کرتے تھے۔[97]

احادیث ابو داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ

ا۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے عمامہ میرے سر پر باندھا تو اس کا سدل میرے آگے اور پیچھے رکھا (یعنی نیچے والا

---

95 (ترمذی، ص ۲۱۹، ابو داؤد، مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۱۹)
96 (ترمذی، باب لباس، ص ۲۱۹، شمائل، ص ۵۰۳)
97 (ترمذی، ص ۲۱۹، شمائل، ص ۵۰۳)

سرا پیچھے اور اوپر والی طرف کا کچھ حصہ اگلی جانب تھا، جیسے افغانستان، سرحد، وزیرستان کے لوگ رکھتے ہیں۔ مترجم)[98]

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جو وضو کے ضمن میں ابھی مذکور ہوئی۔[99]

۳۔ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ: آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو وضو کرتے دیکھا (آخر حدیث تک)۔[100]

۴۔ حضرت عمرو بن حریث اور امام حسن کی مروی حدیث جمعہ سے متعلق احادیث کے ضمن میں گزر چکی ہے۔[101]

۵۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے غدیر خم کے دن میرے سر پر عمامہ باندھا تو اس کا حصہ میرے کندھے پر لٹکایا۔[102]

احادیث نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۔ عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم پر خز قانیہ عمامہ دیکھا۔[103]

۲۔ سالم کی حدیث الاسبال پہلے گزر چکی ہے۔

---

[98] (ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف، ص ۳۰۳، ابن ابی شیبۃ، قسطلانی، ج۸، ص ۴۲۸)

[99] (ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۰۹)

[100] (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف، ص ۳۱۹)

[101] (ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۰۹، قسطلانی، ج۸، ص ۴۲۸)

[102] (ابوداؤد طیالسی، ابن ابی شیبہ، سنن کبریٰ بیہقی، دعامہ، ص ٦، ابو نعیم معرفت صحابہ میں، دیلمی، دعامۃ، ص ۸)

[103] (نسائی، شرح شمائل مناوی، حاشیہ نسائی امام سیوطی، غریب المروی للبازری، دعامہ، ص ۹۲)

احادیث ابن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت سالم کی حدیث الاحسان جو کہ بحوالہ نسائی بھی گزر چکی ہے۔[104]

عمامہ کے رنگوں کا بیان

عمامہ کے پانچ رنگ ہیں جن میں سے سفید افضل ہے اور سفید ہی غزوۂ بدر میں تھا۔

عن عائشة عن علی و ابنِ عباسٍ قال کان سِیما الملائکةُ یومَ بدرٍ عمائمُ بیضٌ قدأرسلوھاإلی ظھورِھم۔[105]

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ غزوۂ بدر کے دن فرشتوں کی علامت سفید عمامے تھے جن کے شملے ان کی پشت پر تھے۔

سفید رنگ بوجوہ افضل ہے

۱۔ سفید رنگ اس لئے بھی افضل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور خلفاءراشدین نے اس پر مواظبت کی۔[106]

۲۔ محدثین، اصحاب سیر کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے عمامہ کا رنگ سفید، سیاہ، زرد اور اکثر سفید تھا۔[107]

---

104 (ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف، ص ۳۱۹)

105 (ابن مردویہ، ابن کثیر، سورۃ آل عمران، ج۲، ص ۲۸، سیرت حلیہ و دعامۃ، ص ۲۵، جلالین، صاوی، خازن، ص ۲۸۰، اسحاق، طبرانی، دعامہ، ص ۲۶)

106 (نووی، ج ۱، ص ۱۵۷)

107 (اسعاف الراغبین، دعامہ، ص ۸۵، مسلک المتقین جامہ، ص ۲۹۸)

۳۔افضل سفید رنگ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور فرشتوں کا دیگر رنگ کا عمامہ زیب تن فرمانا اس کا معارض نہیں ہے کیونکہ اس کے کئی مقاصد ہیں ان کے تحت مختلف رنگ پہنے جاسکتے ہیں۔[108]

اور اس پر دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور سمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم البسوا الثیاب البیض أي العمامة والإزار والرداء۔[109]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا سفید کپڑے پہنا کرو یعنی عمامہ، قمیص اور چادر سفید پہنو۔

فإنها أطهر وأطيب وكفنوا فيها موتاكم۔[110]

کیونکہ سفید کپڑا زیادہ پاکیزہ ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے، نسائی، ابن ماجہ، مستدرک حاکم اور حاکم نے اس کو صحیح کہا۔[111]

---

108 (شرح شمائل ترمذی مناوی، تحفۃ المحتاج، دعامہ، ص ۸۵)

109 (التیسیر للمناوی، دعامہ، ص ۸۲)

110 (احمد، دارقطنی، ترمذی، ج۵، ص ۱۱۷، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت)

111 (طبرانی، دعامہ، ص ۸۴)

بدر میں سیاہ عمامے تھے

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا فرشتے مسومین یعنی علامت والے تھے ان کی پہچان سیاہ رنگ کے عمامے بدر کے دن تھے۔[112]

بدر میں زرد رنگ کے عمامے تھے، ابن عباس، مروہ، ہشام، کلبی ویحیٰ اور زبیر نے کہا۔

قال الرسول عليه السلام المسومين معلمين كان علي الملائكة عمائم صفر قد أرسلوها بين أكتافهم۔[113]

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا مسومین کا معنی ہے علامت والے کہ فرشتوں پر زرد رنگ کے عمامے تھے جن کے شملے کندھوں کے درمیان تھے۔

غزوۂ احد میں سرخ رنگ کے عمامے تھے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ احد کے میدان میں فرشتوں کی علامت سرخ رنگ کے عمامے تھے۔[114]

حنین میں سبز رنگ کے عمامے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا حنین کے دن فرشتوں کی علامت سبز رنگ کے عمامہ تھے۔[115]

---

112 (طبرانی، دیلمی، سیرت حلیه، ابن مردویه، دعامه، ص ٦٦، ابن کثیر، ج ٢، ص ٢٧٩)

113 (جلالین، ص ۵۵، صاوی، ص ۱۵۷، مدارک، ص ۲۸۰، ابن بریر، روح البیان، ج ۲، ص ۹۰، ابن ابی حاتم، ابن مردویه، ابن کثیر، سورت آل عمران، ص ۲۷۹، حاکم ابن اسحاق، دعامه، ص ٦٦)

114 (طبرانی، ابن مردویه، دیلمی، دعامه، ص ٦٦)

115 (طبرانی، ابن مردویه، ابن اسحاق، سیوطی، دعامه، ص ٦٦)

رنگوں میں مطابقت

علماء و محدثین فرماتے ہیں کہ جن غزوات میں فرشتوں کے متعلق مختلف رنگوں کا ذکر ہے ان میں یوں تطبیق دی جاسکتی ہے کہ کچھ فرشتوں کے عماموں کا رنگ زرد تھا اور کچھ کا سبز، کچھ کا بیض اور سفید، کچھ کا سفید اور سیاہ اور بعض کا سرخ جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔[116]

عمامہ کا اجماع امت سے ثبوت

احادیث مبارکہ اور علماء امت کی عبارات سے واضح ہو جاتا ہے کہ عمامہ کے سنت ہونے پر امت کا اجماع ہے، نیز اس کے اسبال رکھنے پر بھی اسبال ہر کپڑے میں ہوتا ہے، چادر، قمیص یا عمامہ ہو۔[117]

عمامہ کے مسائل

ا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اسبال یعنی جو حاجت سے زائد ہو اور لمبائی اور فراخی میں مقدار شرعی سے زائد ہو وہ مکروہ ہے۔[118]

۲۔ عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا چاہیئے بیٹھ کر باندھنا غربت کا پیش خیمہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

من تسرول قائما او تعمم قاعدا ابتلاہ اللہ ببلاء لا دواء لہ۔[119]

---

116 (دعامہ، ص ٦٧)

117 (ابوداؤد، نووی باب لباس، ج ۲، ص ۱۹۴، مرقات حاشیہ مشکوٰۃ شریف، ص ۳۶۵، مظاہر حق فصل سوم، ص ۳۷۹، ص ۴۸۳)

118 (نووی، ج ۲، ص ۱۹۵)

119 (برھنہ، ص ۱۴، کتاب السیر، مسلک المتقین، ص ۲۹۸)

جو شلوار کھڑے ہو کر پہنے یا دستار بیٹھ کر باندھے اسے اللہ تعالیٰ ایسی بیماری میں مبتلا کر دے گا جس کی کوئی دواءنہ ہو۔

۳۔ جو شخص دوبارہ عمامہ باندھنا چاہتا ہے وہ ایک ایک بل کر کے پہلے کھولے، یہ یکبار گی کھولنے سے زیادہ مستحسن ہے۔[120]

پانچویں فصل
عمامہ کے طول وعرض کے بیان میں

طول (لمبائی) کمتر از ہفت گز عمامہ مپیچ کہ نساز دادائے سنت ھیچ۔

ترجمہ: سات گز سے چھوٹا عمامہ نہ باندھ کہ اس سے سنت ادا نہیں ہوتی۔[121]

۲۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا عمامہ سات گز تھا اسی سے شملہ اور اوپر والی طرف (جو چھوڑی جاتی ہے) تھی، یہ قول امام طبری کی طرف منسوب ہے۔[122]

۳۔ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب قول پڑھا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا عمامہ سات گز اور چوڑائی وعرض میں گز تھا۔[123]

۴۔ بعض احناف سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی دستار عام طور پر سات گز کی تھی لیکن جمعہ وعیدین پر جو استعمال فرماتے تھے وہ بارہ گز کی تھی۔[124]

---

120 (خلاصۃ الفتاویٰ، ج ۲، ص ۵۵۰)

121 (مسلک المتقین، ص ۲۹۸)

122 (مدخل، دعامۃ، ص ۸۱، شرح سیرت شامیہ ابن حجر، جمع الوسائل، دعامہ، ص ۸۰)

123 (بعض الحفاظ، دعامۃ، ص ۸۰)

124 (روضۃ الاحباب، ص ۴۷۴، حاشیہ دلائل الخیرات، حزب یوم الاحد، ص ۲۱۵، گلوی شرح تحفۃ النصائح، ص ۱۵۷)

۵۔ علامہ جزری فرماتے ہیں کہ میں نے متعدد کتب کا مطالعہ کیا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے عمامہ کی مقدار معلوم کر سکوں لیکن مجھے تو کوئی حوالہ نہ ملا لیکن میرے بااعتماد اور قابل وثوق دوست نے بتایا کہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا عمامہ دو قسم کا تھا ایک چھوٹا اور ایک بڑا۔ چھوٹا سات گز کا اور لمبا بارہ گز کا تھا۔[125]

۶۔ علماء نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا عمامہ اتنا بڑا بھی نہ تھا کہ جس کا اٹھانا باعث تکلیف ہو جیسا کہ آج کل کچھ لوگ بہت بڑا باندھ لیتے ہیں اور نہ اتنا چھوٹا تھا کہ گرمی، سردی کی تکلیف سے سر کی حفاظت نہ کرے بلکہ درمیانہ تھا۔[126]

عمامہ کا عرض

ا۔ دستار کا عرض اور چوڑائی نصف گز ہے یا اس سے کمی و بیشی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔[127]

۲۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اوپر حدیث مذکور ہوئی اس میں لفظ فی عرض ذراع ہے یعنی چوڑائی و عرض میں ایک گز۔[128]

ذراع کی مقدار

وگزے بیست وچہار انگشت است کہ شش قبضہ باشد(اھ)۔

---

[125] (مرقات باب اللباس، ص ۳۶۲، تصحیح المصابیح، شرح مواقف، دعامہ، ص ۸۱، مسلک المتقین، ص ۱۹۸، رسالہ آداب سید البشر، تحفۃ رسولیہ، ھدایۃ الابرار، ص ۳۵، ۳۶، لواقح الانوار امام عبدالوھاب شعرانی، دعامہ، ص ۶)

[126] (مذاهب اللدنیه، شرح شفاء خفاجی، سیرت شامیه، شرح شمائل مناوی، جمع الوسائل لملا علی قاری، دعامة، ص ۸۰)

[127] (رسالہ آداب سید البشر، تحفہ رسولیہ، ھدایۃ الابرار، ص ۳۵، ۳۶)

[128] (دعامہ، ص ۸۳)

ایک گز چوبیس انگلی کا ہے کہ چھ مشت ہے۔[129]

سوال: بعض احادیث میں **لا اصل له ای معلق او ضعیف** یعنی اس کی کوئی اصل نہیں یعنی تعلیق یا ضعیف ہے۔

جواب: اگرچہ مرفوع نہیں تعلیق یا ضعیف لیکن تعدد طرق سے ضعف ختم ہو جاتا ہے اور حدیث درجہ حسن کو پہنچ جاتی ہے جیسا کہ علماء اصول حدیث کے نزدیک محقق ہے۔

۲۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے لباس پہننے اور پہنانے کے فعل سے اس کی تقویت ہو جاتی ہے۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس پر مواظبت کرنے سے اسے تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔

۴۔ شاہد سے اسے تقویت ملتی ہے جس سے یہ حدیث حسن لغیرہ بن جاتی ہے۔[130]

۵۔ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث قابل حجت ہوتی ہے۔[131]

۶۔ احادیث صحیحہ جو ائمہ اربعہ مجتہدین اور صحاح ستہ سے منقول ہیں وہ کثیرہ ہیں۔

خاتمہ مختلف امور میں

امر اول: شملہ رکھنا سنت مؤکدہ ہے

۱۔ فش زیر عمامہ سنت موکدہ است۔

---

[129] (رسالہ آداب البشر، تحفہ رسولیہ، ھدایۃ الابرار، ص ۳۵، ۳۶، مسلک المتقین، ص ۲۹۸)

[130] (تیسیر مناوی، عزیزی، دعامہ، ص ۱۲، تحفۃ المحتاج، دعامہ، ص ۱۵)

[131] (کبیری، ص ۲۰)

دستار کی نچلی طرف کو لٹکانا سنت مؤکدہ ہے۔[132]

۲۔ان العذبة سنة موکدة۔

یقیناً عذبہ یعنی شملہ رکھنا سنت مؤکدہ ہے۔[133]

۳۔ احادیث کا خلاصہ: مفاد یہ ہے کہ عذبہ (شملہ) سنت ہے جیسا کہ شرح مواہب و شرح منہاج کے حوالہ سے گذر چکا ہے۔[134]

۴۔و سنة العذبة تحصل بالکل۔

عذبہ کا مسنون ہونا کل سے حاصل ہوتا ہے۔[135]

سوال: عمامہ کے ذنب یعنی عذبہ کا مسنون ہونا کیسے ثابت ہو سکتا ہے جب کہ علماء اسے مستحب کے لفظ سے تعبیر کر رہے ہیں عمامہ کے ذنب کی مقدار میں استحباب کا ذکر کرتے ہیں۔

جواب: کندھوں کے مابین لٹکانے کی نسبت سے مستحب کہتے ہیں نہ کہ نفس عذبہ کو مستحب کہتے ہیں کیونکہ نفس عذبہ (شملہ) سنت ہے جیسا کہ علامۃ العصر باقی خان بخاری نے اس کی تحقیق ذکر کی ہے۔[136]

امر ثانی: شملہ کی مقدار

ا۔عمامہ کا شملہ دو کندھوں کے وسط کمر میں چھوڑنا مستحب ہے۔[137]

---

132 (مسلک المتقین، ص ۲۹۹)

133 (تیسیر مناوی شرح شمائل، عزیزی، باجوری، شرح منہاج ابن حجر، شرح مواھب، سیاطی، دعامه، ص ۵۷)

134 (دعامه، ص ۴۹)

135 (شرح مناوی، شرح منهاج، سیرت شامیه، دعامه، ص ۵۵)

136 (ملخص مسلک المتقین، ص ۳۰۰)

137 (کنز، تنویر، درمختار، ج۵، ص ۴۸۱، زیلعیج ۲، ص ۲۲۹، خلاصه، ج ۴، ص ۵۵۰، مظاهر حق باب الخطبه، ص ۷۰۴، مالابدمنه، ص ۱۱۸، یمین العلم، ص ۱۲۴، مسلک المتقین، ص ۲۹۹)

۲۔ مقدار شملہ ایک بالشت ہے بعض نے کہا بیٹھتے وقت نیچے نہ لگے۔[138]

۳۔ مروی ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیاہ عمامہ باندھتے جس کا شملہ پس پشت ایک گز ہوتا تھا۔[139]

میں (صاحب کتاب ہذا) کہتاہوں کہ یہ حدیث موضع جلوس تک والے کی تائید کرتی ہے۔

۴۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے عمامہ باندھاتو شملہ چہار انگشت رکھایا ایک بالشت کے قریب تقریباً، پھر فرمایااسی طرح میں باندھتاہوں اور یہ زیادہ معروف اور احسن ہے۔[140]

میں کہتاہوں کہ یہ حدیث بالشت والے قول کی دلیل ہے اور عمرو بن حریث کی روایت میں **بین کتفیه** کے الفاظ تینوں اقوال مذکورہ کو شامل ہیں، اسی لئے صاحب عین العم نے کہا **"والکل مروی"** تمام اقوال مروی ہیں۔[141]

وجوہات ترجیح الاول

الفاظ ترجیح نمبر ۱: میانہ درجہ پسندیدہ ہے۔[142]

۲۔ هو افضل۔ اور وہ افضل ہے۔[143]

۳۔ حدیث شریف: **خیر الامور اوسطها۔**

---

138 (زیلعی، ج۶، ص ۲۲۹، درمختار، ص ۴۸۱، عینی کنز، ج۴، ص ۲۷۵، مالابدمنه، ص ۱۱۸، مسلک المتقین، ص ۳۰۰، عین العم، ص ۱۲۴)

139 (ابن سعد، ابن ابی شیبة، دعامه، ص ۵۹)

140 (بیهقی ابویعلی، بزاز، ابن ابی الدنیا، طبرانی، ابن ابی شیبة، کشف الغمه، دعامه، ص ۵۸)

141 (عین العم، ص ۱۲۴)

142 (عین العلم، ص ۱۲۴)

143 (گلوی شرح تحفه)

بہتر وافضل کام میانہ روی ہے۔

ثانی: متون کی معتبر کتب میں یہی قول مذکور ہے، باقی دو اقوال کے متعلق قیل سے ان کے ضعف کی طرف اشارہ ہے۔

ثالث: حدیث کے الفاظ بین کتفیه سے یہی مفہوم متبادر و ظاہر ہے۔

الامر الثالث

مقام شملہ دو کندھوں کے درمیان وسط کمر ہے، دایاں کندھا، بایاں کندھا، سامنے اور پیچھے ہیں لیکن افضل و احسن کندھوں کے درمیان ہے، کیونکہ یہ حدیث اقویٰ اور اصح ہے۔ لہٰذا دیگر احادیث اس کی معارض نہیں ہو سکتیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دیگر روایات بیان جواز کے لئے ہوں، بہر صورت جہاں بھی شملہ رکھے سنت ادا ہو جائے گی۔[144]

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا شملہ اکثر پس پشت ہوتا تھا۔[145]

امر رابع: شملہ کی تعداد

عمرو بن حریث سے مروی ہے دونوں اطراف کے مابین دو شملے لٹکائے۔[146]

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب وسط کمر میں رکھتے تو اس وقت دو شملے لٹکاتے تھے یعنی عمامہ کی نچلی اور اوپر والی اطراف دونوں کو لٹکاتے، شارح حدیث نے فرمایا کہ کبھی کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے دو شملے ہوتے تھے۔

---

[144] (شرح شمائل ابن حجر، شرح المنهاج، شرح شمائل مناوی، شرح مواهب، سیرت شامیه، دعامه، ص ۵۴ تا ۵۶)
[145] (لمعات، هدایة الابرار، ص ۳۵، اشعة اللمعات، حاشیه ترمذی، ص ۲۱۹)
[146] (مسلم، مشکوٰة شریف، ص ۹۴)

چنانچہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

گاہے دو علاقہ بودے میان دوش مبارک۔

کبھی آپ کے کندھوں کے درمیان دو شملے ہوتے تھے۔[147]

امر خامس: اعتراضات کے جوابات

سوال: عمامہ کا سنت ہونا اور قدرت کے باوجود اس کا ترک کرنا مکروہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "مساجد میں آؤ ننگے سر یا ڈھانپے ہوئے"۔[148]

جواب نمبر ۱: اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ مسجد میں ہر حالت میں آنا چاہیئے خواہ سر پر عمامہ ہو یا نہ ہو، لہٰذا عمامہ کا نہ ہونا جمعہ اور جماعت کے ترک کا سبب نہیں بن سکتا کیونکہ جمعہ فرض عین ہے اور جماعت ایک قول کے بموجب واجب دوسرے کے مطابق سنت مؤکدہ واجب کے قریب ہے اور عمامہ قدرت و استطاعت کی صورت میں سنت مؤکدہ ہے۔[149]

لہٰذا بغیر عمامہ کے آنا یا ننگے سر آنا قدرت نہ ہونے کی صورت پر محمول ہو گا۔

جواب نمبر ۲: ابن عدی اور ابن عساکر کی حدیث ائمہ اربعہ مجتہدین اور صحاح ستہ کی احادیث کے معارض نہیں ہو سکتی۔

جواب نمبر ۳: یہ حدیث موقوف ہے جو کہ صحیحہ صریحًا کے ہم پلہ نہیں ہو سکتی۔

---

[147] (اشعۃ اللمعات، ج ۲، ص ۵۵۳، مظاہر حق، ص ۴۷۹، حاشیہ ترمذی، ص ۲۱۹، شرح دلائل الخیرات حزب الاحد، ص ۲۱۵)

[148] (ابن عدی، ابن عساکر، دعامۃ، ص ۱۲)

[149] (شرح شمائل شیخ حنفی، شرح شمائل شیخ فیضی، دعامہ، ص ۱۴، ۱۳، ۱۲، محاضرۃ الاوائل، شرح جامع صغیر مناوی)

سوال نمبر ۲: عمامہ سنن زوائد سے ہے اور سنن زوائد عادات کے قبیل سے ہوتی ہیں نہ کہ عبادات کے زمرہ سے کیونکہ آپ کا لباس، بیٹھنے، اٹھنے میں سیرت طیبہ بطور عبادت و قرب خداوندی نہ تھی۔(نور الانوار وغیرہ)

جواب: عمامہ کو سنن زوائد سے شمار کرنا سلف و خلف کے اقوال کے خلاف ہے اور ائمہ اربعہ مجتہدین وصحاح ستہ وغیرہ کی احادیث کے خلاف قول کرنا ہے۔

نیز سنن زوائد کو عادت کے قبیل گر داننا اور عبادات سے ان کی نفی کرنا بوجوہ غیر صحیح ہے۔

وجہ نمبر ۱: عبادت وعادت کے مابین فرق نیت ہے جو کہ اخلاص پر مبنی ہو جیسا کہ کافی وغیرہ میں ہے اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے تمام افعال بدرجہ اتم اخلاص پر مبنی تھے۔[150]

وجہ نمبر ۲: علماء نے سنن زوائد کی امثلہ میں قرات، رکوع، سجود کو بھی ذکر کیا ہے جب کہ ان سب کے عبادت ہونے میں کسی کو شک نہیں۔[151]

وجہ نمبر ۳: سنن زوائد سنت کی تمام اقسام سے ہیں۔

سنت کی تعریف

الطريقة المسلوكة في الدين۔

وہ طریقہ جس پر دین میں چلا جائے۔(لہٰذا وہ بذات خود عبادت ہے۔)[152]

---

150 (شامی وضوء، ج ۱، ص ۷۰)
151 (شامی، ج ۱، ص ۷۰)
152 (شامی، ج ۱، ص ۷۰)

وجہ نمبر ۴: علماء فرماتے ہیں کہ نفل عبادات سے ہے جس کا درجہ سنت زائدہ سے بھی کم ہے۔ تو یہ قول تصریح ہے اس بات کی کہ سنن زوائد نوافل سے اعلیٰ وافضل ہیں تو سنن زوائد کا عبادت ہونا بطریق اولیٰ ثابت ہوا اور اس کا عکس لازم نہیں آتا کیونکہ اس کا عکس باطل ہے۔

تو سنن زوائد کا عادت ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ان پر اتنی مواظبت کی کہ وہ آپ کی عادت ہی بن گئی کبھی کبھی اس کو ترک کیا لہٰذا سنن زوائد بذاتہا عبادت ہیں جن کو عادت کا نام دے دیا گیا۔[153]

سوال نمبر ۳: آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی عمامہ سیاہ، کبھی سرخ بھی پہنا ہے اور اس کی مقدار کبھی سات گز کبھی بارہ گز یا کم یا زیادہ کی یہ سنن زوائد مستحب کے معنی میں ہے مگر یہ کہ علماء و محدثین نے اسے محبوب رکھا ہے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی عادت کریمہ تھی۔[154]

جواب: عمامہ کے احادیث سے پانچ رنگ ثابت ہیں جن سے اس کا سنن زوائد سے ہونا لازم نہیں آتا۔

۲۔ مقدار بیان کرتے ہوئے اقل یا اکثر کہنا درست نہیں کیونکہ احادیث سے سات اور بارہ گز ثابت ہے۔

۳۔ سنن زوائد کو مستحب کے معنی میں لینا درست نہیں کیونکہ فقہاء نے کہا:

والنفل ومنه المندوب۔[155]

---

[153] (شامی، ج ۱، ص ۷۰)

[154] (نور الانوار ملخصًا، ص ۱٦۷)

[155] (شامی، ج ۱، ص ۷۰)

ترجمہ: نفل اور اس سے مندوب و مستحب ہے۔

جب علماء نے مندوب و مستحب کو نوافل سے شمار کیا ہے جب کہ سنن زوائد کا درجہ نوافل سے فوق ہے۔

۴۔ مستحب کا معنی بیان کرنا کہ ما احبه العلماء جامع نہیں بلکہ اس کی تعریف و معنی یہ ہے:

والمستحب ما فعله النبي - صلى الله عليه وسلم - مرة وتركه أخرى، وما أحبه السلف۔[156]

یعنی مستحب وہ ہے جسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے کیا اور کبھی ترک کیا ہو اور جسے سلف صالحین نے محبوب جانا ہو۔

تو یہ تعریف فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو بھی شامل ہے۔

۵۔ مستحب کی تعریف میں مطلق علماء کا ذکر نہیں بلکہ صرف سلف کا ذکر ہے۔

---

[156] (درمختار، ج ۱، ص ۴۷۸)

عمامہ
سنت مصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم

مسئلہ از سلون، ضلع رائے بریلی

مرسلہ محمد سلیمان صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومنتیان شرع متین ان مسئلوں میں:

مسئلہ اول: نماز با عمامہ و بے عمامہ دونوں ثواب میں برابر ہیں یا نماز با عمامہ ثواب میں فضیلت رکھتی ہے؟ اور نماز بے عمامہ کے در صورت فضیلت جو یہ حدیث ہے: صلاۃُ تطوّعٍ أو فَریضةٍ بعِمامةٍ تعدِلُ خمسًا وعِشرینَ صلاۃً بلا عمامةٍ وجُمعةٌ بعِمامةٍ تعدِلُ سبعینَ جُمعةً بلا عمامةٍ۔ تو یہ حدیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہے یا موضوع اور ایسے اعمال میں حدیث قابل عمل ہوگی یا نہیں؟

مسئلہ دوم: اگر یہ حدیث مذکورہ مسئلۂ اولیٰ قابل عمل نہیں ہے اور کوئی شخص بسبب نفس پروری ایسے عمل پر بالکل اس حدیث کو موضوع سمجھے اور کتب معتبرۂ فقہیہ کی عبارت جو اس کے ثواب پر دال ہیں۔ مثلاً عالمگیری و کنز و فتاویٰ جمعہ و آداب اللباس مؤلفہ شیخ محدث دہلوی و قنیہ وغیرہ تسلیم نہ کرے اور اس حدیث کے بیان کرنے والے پر لعن طعن کرے اور مفتری علی الاحادیث تصور کرے اور لوگوں کو تاکید اس امر کی کرے کہ عمامہ باندھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور قصداً عمامہ اتروا ڈالے اور عمامہ باندھنے کے باوجود تاکید احادیث ثواب نہ جانے تو وہ شخص قابل الزام شرعی ہوگا یا نہیں؟

مسئلہ سوم: اگر امام ٹوپی پہنے ہوئے ہو اور مقتدی عمامہ باندھے ہوئے ہوں تو مقتدی کی نماز مکروہ ہو گی یا نہیں؟ اور جس شخص کے پاس عمامہ موجود ہو اور وہ قصداً صرف ٹوپی سے نماز پڑھے تو نماز اس کی مکروہ ہو گی یا نہیں، وہ شخص مورد الزام شرعی ہو گا یا نہیں؟

مسئلہ چہارم: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وسلف صالحین نے عمامے سے نماز پڑھی ہے اور عمامہ کو بے اصل جانا ہے یا نہیں؟

مسئلہ پنجم: کتاب جامع الرموز حنفیہ کے نزدیک معتبر ہے یا نہیں؟ اس کتاب کے مسئلوں پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ جو اکثر کتابوں میں درج ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس قمیص اور ازار اور عمامہ موجود ہو تو اس کو صرف ازار یا صرف قمیص سے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ پس آیا یہ مسئلہ کتب فقہ حنفیہ میں موجود ہے اور اس کے موافق ہے یا خلاف فقہ ہے؟۔ بینوا من السند بالکتاب وتوجروا من اللہ الوھاب۔

جواب مسئلہ اول ومسئلہ دوم: رب زدنی علما و اشرح لی صدرا۔ نماز باعمامہ و نماز بے عمامہ دونوں یکساں نہیں بلکہ نماز باعمامہ کو فضیلت ہے اور ثواب اس کا یقیناً زائد ہے۔ اس واسطے کہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا مستحب ہے اور بلا عمامہ مخالف مستحب اور خلاف ادب ہے۔

عالم عامل بادشاہ عادل عالمگیر غفرلہ اللہ القدیر کے فتاویٰ میں ہے:

والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلثۃ اثواب قمیص وازار وعمامۃ، انتھی۔

اور مستحب یہ ہے کہ مرد تین کپڑوں میں نماز پڑھے کرتہ اور ازار اور عمامہ میں۔

فقیہ لاثانی علامہ شرنبلالی کی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے:

والمستحب أن يصلي في ثلاثة ثياب من أحسن ثيابه قميص وأزرار وعمامة، انتهى۔[157]

157 (مراقي الفلاح شرح متن نور الإيضاح، ج ١، ص ١٤٧، الناشر: المكتبة العصرية)

اور مستحب یہ ہے کہ مرد ایسے تین کپڑوں میں نماز پڑھے جو منجملہ اس کے عمدہ کپڑوں میں ہوں اور وہ تین کپڑے قمیص اور ازار اور عمامہ ہیں۔

ونحوہ فی الغنیة والحلیة والبحر والتعلیق المجلی شرح منیة المصلی وجامع الرموز معزوا الی منیة الفقھاء وغیرھا۔

اور عمامہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سنت متواترہ ہے۔ جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچا ہے لہٰذا علمائے کرام نے عمامہ تو عمامہ ارسال عذبہ یعنی شملہ چھوڑنا کہ اس کی فرع اور سنت غیر مؤکدہ ہے۔

یہاں تک کہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح میں فرمایا:

قَدْ ثَبَتَ فِي السِّيَرِ بِرِوَايَاتٍ صَحِيحَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يُرْخِي عَلَامَتَهُ أَحْيَانًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَأَحْيَانًا يَلْبَسُ الْعِمَامَةَ مِنْ غَيْرِ عَلَامَةٍ، فَعَلِمَ أَنَّ الْإِتْيَانَ بِكُلٍّ وَاحِدٍ مِنْ تِلْكَ الْأُمُورِ سُنَّةٌ۔[158]

اس کے ساتھ استہزاء کو کفر ٹھہرایا۔

کما نص علیه الفقھاء الکرام وامروا بترکه حیث یستھزئ به العوام کیلا یقعوا فی الھلاک بسوء الکلام۔

تو عمامہ کہ سنت لازمہ دائمی ہے یہاں تک کہ علماء نے خالی ٹوپی پہننے کو مشرکین کی وضع قرار دیا ہے اور آنے والی حدیث رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر حمل کیا۔

---

[158] (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۷، ص۲۷۷۷، الناشر: دار الفکر، بیروت - لبنان)

محدث مکی علامہ قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:

لَمْ يُرْوَ أَنَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَبِسَ الْقَلَنْسُوَةَ بِغَيْرِ الْعِمَامَةِ، فَيَتَعَيَّنُ أَنْ يَكُونَ هَذَا زِيَّ الْمُشْرِكِينَ۔[159]

یعنی اصلاً مروی نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو تو متعین ہوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے۔

اسی میں فضیلت عمامہ کی بعض احادیث ذکر کرنے کے بعد ہے:

هَذَا كُلُّهُ يَدُلُّ عَلَى فَضِيلَةِ الْعِمَامَةِ مُطْلَقًا، نَعَمِ الْجَمْعُ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ أَنَّهَا مَعَ الْقَلَنْسُوَةِ أَفْضَلُ إِمَّا لِيَحْصُلَ بِهَا الْبَهَاءُ الزَّائِدُ، أَوْ لِأَنَّ الْقَلَنْسُوَةَ تَقِيهَا مِنَ الْعَرَقِ، وَلِهَذَا تُسَمَّى عَرَقِيَّةً، فَلُبْسُهَا وَحْدَهَا مُخَالِفٌ لِلسُّنَّةِ، كَيْفَ وَهِيَ زِيُّ الْكَفَرَةِ، وَكَذَا الْمُبْتَدِعَةُ فِي بَعْضِ الْبُلْدَانِ۔[160]

یعنی ان سب سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً ثابت ہوئی اگرچہ بے ٹوپی ہو ہاں ٹوپی کے ساتھ افضل ہے اور خالی ٹوپی خلاف سنت ہے اور کیونکر نہ ہو کہ وہ کافروں اور بعض بلاد کے بدمذہبوں کی وضع ہے۔

اس کا انکار کس درجہ اشد و اکبر ہوگا اس کا سنت ہونا متواتر ہے اور سنت متواترہ کا استخفاف کفر ہے۔

نہر الفائق پھر رد المحتار میں ہے:

لَوْ لَمْ يَرَ السُّنَّةَ حَقًّا كَفَرَ لِأَنَّهُ اسْتِخْفَافٌ۔[161]

---

[159] (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۷، ص۲۷۷۲، الناشر: دار الفکر، بیروت-لبنان)

[160] (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۷، ص۲۷۷۸، الناشر: دار الفکر، بیروت-لبنان)

[161] (ردالمحتار، ج۳، ص۴۷۵، باب واجبات الصلاۃ)

عمامے کی فضیلت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں، بعض ان سے کہ اس وقت پیش نظر ہیں مذکور ہوتی ہیں۔

حدیث اول

سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں:

فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس۔[162]

ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔

علامہ مناوی تیسیر جامع صغیر میں اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں:

فالمسلمون يلبسون القلنسوة وفوقها العمامة أما لبس القلنسوة وحدها فزي المشركين فالعمامة سنة۔[163]

مسلمان ٹوپیاں دے کر اوپر سے عمامہ باندھتے ہیں اور تنہا ٹوپی کافروں کی وضع ہے تو عمامہ سنت ہے۔

یہی حدیث ماوردی نے ان الفاظ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا:

العمامة على القلنسوة فصل ما بيننا وبين المشركين يعطى بكل كورة يدورها على رأسه نوراً۔

ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے۔ ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روز قیامت نور عطا کیا جائے گا۔

---

[162] (سنن ابی داؤد، ج ۲، ص ۲۵۲، باب فی العمائم، الناشر: دار الفکر)

[163] (تیسیر بشرح جامع الصغیر للمناوی، ج ۲، ص ۳۲۸)

حدیث ۲،۳

قضاعی شہاب میں امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور دیلمی مسند الفردوس میں مولا علی و عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں:

الْعَمَائِمُ تِيجَانُ الْعَرَبِ۔[164]

عمامے عرب کے تاج ہیں۔

حدیث ۴

مسند الفردوس میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں:

العمائمُ تيجانُ العربِ، فإذا وضَعُوا العمائِمَ وضَعُوا اعِزَّهُمْ۔[165]

عمامے عرب کے تاج ہیں، جب وہ عمامے چھوڑیں گے تو اپنی عزت اتروا دیں گے۔

حدیث ۵

ابن عدی امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں:

ائتُوا المساجِدَ حَسَرًا و مُعَصَّبِينَ فإنّ العَمائِمَ تِيجانُ المُسلِمِينَ۔[166]

مسجدوں میں حاضر ہو سر برہنہ اور عمامہ باندھے اس لئے کہ عمامے مسلمانوں کے تاج ہیں۔

---

164 (مسندالشهاب، ج ۱، ص ۷۵، الناشر: مؤسسة الرسالة –بيروت، مسندالفردوس، ج ۱، ص ۱۶۳)

165 (الألباني (ت ۱۴۲۰)، ضعيف الجامع ۳۸۹۱ • ضعيف •أخرجه الديلمي في «الفردوس» (۴۲۴۷) بمعناه)

166 (السيوطي (ت ۹۱۱)، الجامع الصغير ۳۰)

حدیث ٦

طبرانی معجم الکبیر اور حاکم مستدرک میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں:

اعتموا تزدادوا احلما۔[167]

عمامے باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔

صححہ الحاکم۔

حدیث ۷

ابن عدی کامل اور بیہقی شعب الایمان میں اسامہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں:

اِعْتَمُّوا تَزْدَادُوا حِلْمًا, وَالْعَمَائِمُ تِيجَانُ الْعَرَبِ۔[168]

عمامہ باندھو وقار تمہارا زائد ہوگا اور عمامے عرب کے تاج ہیں۔

وروی عنہ للطبرانی صدرہ واشار المناوی الی تقویتہ۔

حدیث ۸

دیلمی عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں:

العمائم وقار للمؤمن وعز للعرب، فإذا وضعت العرب عمائمها وضعت عزها۔[169]

---

167 (المعجم الکبیر، ج ۱، ص ۱۷۴، مستدرک للحاکم، ج۷، ص ۲۳۴)

168 (شعب الایمان، ج۵، ص ۱۷۵، الناشر: دار الکتب العلمیة- بیروت)

169 (مسند الفردوس، ج ۱، ص ۲۸۳، جامع الاحادیث، ج ۱۴، ص ۳۶۸)

عمامے مسلمان کے وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں گے اپنی عزت اتار دیں گے۔

حدیث ۹

وہی رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں:

لا تزالُ أُمّتي على الفِطرةِ ما لِبسوا العَمائمَ على القَلانسِ۔[170]

میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں۔

حدیث ۱۰

ابو ابن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد طیالسی و ابن منیع مسانید اور بیہقی سنن میں امیر المؤمنین مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں:

إنّ اللهَ تعالیٰ أمدّني يومَ بدرٍ و حنينٍ بملائكةٍ يعْتمُّونَ هذه العِمّةِ، إنّ العمامةَ حاجزةٌ بينَ الكفرِ و الإيمانِ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے بدر و حنین کے دن ایسے ملائکہ سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں۔ بے شک عمامہ کفر و ایمان میں فارق ہے۔

---

[170] (الألباني (ت ١٤٢٠)، السلسلة الضعيفة ٦٠٧٢)

حدیث ۱۱

دیلمی مسند الفردوس میں عبد الاعلی بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا:

هَكَذَا فَاعْتَمُّوا ؛ فَإِنَّ الْعَمَائِمَ سِيمَا الملائكة ، وَهِيَ حَاجِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ۔[171]

اس طرح عمامہ باندھو کہ عمامہ فرشتوں کی نشانی ہے اور وہ مسلمانوں اور مشرکوں میں فرق ہے۔

حدیث ۱۲

ابن شاذان اپنی مشیخت میں مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے عمامے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

هَكَذَاتَكُونُ تِيجَانُ الْمَلائِكَةِ۔[172]

فرشتوں کے تاج ایسے ہوتے ہیں۔

حدیث ۱۳، ۱۴

طبرانی کبیر میں عبد اللہ بن عمر اور بیہقی شعب الایمان میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں:

عَلَيْكُمْ بِالْعَمَائِمِ فَإِنَّهَا سِيمَاءُ الْمَلَائِكَةِ, وَأَرْخُوا لَهَا خَلْفَ ظُهُورِكُمْ۔[173]

---

[171] (مسند الفردوس، ج ۱، ص ۲۸۲)

[172] (مَشْيَخَةُ ابْنِ شَاذَانَ الصُّغْرَى، ج ۱، ص ۱۸)

[173] (شعب الایمان للبیهقی، ج۵، ص ۱۷۶، المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۱۱، ص ۲۹۱)

عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے اپنے پس پشت چھوڑو۔

حدیث ۱۵

ابو عبد اللہ محمد بن وضاح فضل لباس العمائم میں خالد بن معدان سے مرسلاً راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں:

إن الله أكرم هذه الأمة بالعصائب۔ [174]

بے شک اللہ عزوجل نے اس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔

حدیث ۱۶

بیہقی شعب الایمان میں ان ہی سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں:

اعتموا خالفوا على الأمم قبلكم۔ [175]

عمامے باندھو اگلی امتوں یعنی یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کرو کہ وہ عمامے نہیں باندھتے ہیں۔

---

[174] (جامع الأحاديث، باب ان المشددة مع الهمزة، ج۷، ص ۴۶۹)

[175] (شعب الايمان للبيهقى، فصل في إحضار القارىء قلبه مايقرأه والتفكر فيه، ج۵، ص ۱۷۶، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت)

حدیث ۱۷

معجم کبیر طبرانی میں ہے:

حدثنا محمد بن عبداللّٰہ الحضرمی حدثنا العلاء بن عمرو الحنفی حدثنَا أَيُّوبُ بْنُ مُدْرِكٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى أَصْحَابِ الْعَمَائِمِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔[176]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں جمعہ کے دن عمامہ والوں پر بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

حدیث ۱۸

دیلمی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں:

الصَّلاۃُ في العمامۃِ بعشرۃِ آلافِ حسَنۃٍ۔[177]

عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔ فیہ البیان

راہرمزی کتاب الامثال میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

اعتَمُّوا تزدادوا حِلمًا، والعمائمُ تیجانُ العربِ من اعتمَّ فله بکلِّ کورۃٍ حسنۃٌ فإذا حطَّ فله بکلِ حطۃٍ حطۃُ خطیئۃٌ۔

---

[176] (حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ج۵، ص ۱۸۹، الناشر: السعادة - بجوار محافظة مصر، 1394هـ - 1974ثم صورتها عدة دور منها 1 - دار الكتاب العربي – بيروت، 2 - دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، 3- دار الكتب العلمية- بيروت (طبعة 1409هـ بدون تحقيق)، كنز العمال، ج۹، ص۲۴۸، مجمع الزوائد، ج۵، ص ۳۲۲، مسند الشاميين للطبرانی، ج۴، ص ۳۳۶)

[177] (أخرجه الديلمي في الفردوس (۳۸۰۵))

عمامے عرب کے تاج ہیں تو عمامہ باندھو تمہارا وقار بڑھے گا اور جو عمامہ باندھے اس کے لئے ہر پیچ پر نیکی ہے اور جب (بلا ضرورت یا ترک کے قصد پر) اتار دے تو ہر اتارنے پر ایک خطا ہے یا جب بضرورت بلا قصد ترک بلکہ با ارادۂ معاودت اتارے تو ہر پیچ اتارنے پر ایک گناہ اترے دونوں معنی محتمل ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم و الحدیث اشد ضعفًا فیہ ثلثۃ متروکون متھمون عمرو بن الحصین عن ابی علاثۃ عن ثویر۔

حدیث ۲۰

مسند الفردوس میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں:

رکعتان بعمامۃٍ خیر من سبعین رکعۃً بغیر عمامۃٍ۔[178]

عمامے کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

رہی حدیث مذکور سوال اسے ابن عساکر نے تاریخ دمشق اور ابن نجار نے تاریخ بغداد اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بطرق عدیدہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے:

فابن عساکر بطریق احمد بن محمد الرقی ثنا عیسی بن یونس حدثنا عباس بن کثیر ح والدیلمی بطریق الحسین ابن اسحٰق العجلی حدثنا یعقوب القطان ثنا سفین بن زیاد المخرمی حدثنا العباس بن کثیر نا یزید بن أبي حبیب عن میمون بن مهران قال دخلت علی سالم بن عبد الله بن عمر فحدثني وحدثته ملیا ثم التفت إلي فقال یا أبا أیوب ألا أخبرک بحدیث تحبه وتحمله عني وتحدث به قلت بلی قال فأحبها وأعربها تجل وتوقر وتکرم ولا یراک الشیطان ألا ولي سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول صلاة تطوع أو فریضة

---

[178] (مسند الفردوس، ج ۱، ص ۲۱۹)

بعمامة تعدل خمسا وعشرين صلاة بلا عمامة وجمعة بعمامة تعدل سبعين جمعة بلا عمامة اي بني اعتم فإن الملائكة يشهدون يوم الجمعة معتمين فيسلمون على أهل العمائم حتى تغيب الشمس۔[179]

یعنی سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں، میں اپنے والد ماجد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضور حاضر ہوا وہ عمامہ باندھ رہے تھے، جب باندھ چکے میری طرف التفات کرکے فرمایا تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو میں نے عرض کی کیوں نہیں، فرمایا اسے دوست رکھو عزت پاؤگے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو فرماتے سنا کہ عمامے کے ساتھ ایک نماز خواہ نفل خواہ فرض بے عمامے کی پچیس نمازوں کے بابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستر جمعوں کے برابر ہے۔ پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اے فرزند! عمامہ باندھ کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں اور فتاویٰ رضویہ ملقب بالعطایا النبویۃ میں امام الوقت حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب اس حدیث کے بارے میں یوں زیب رقم لاتے ہیں، حق یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں اس کی سند میں نہ کوئی وضاع ہے نہ متہم بالوضع نہ کوئی کذاب نہ متہم بالکذب نہ اس میں عقل یا نقل کی اصلاً مخالفت لا جرم اسے امام جلیل ہمام نبیل خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامع صغیر میں ذکر فرمایا، جس کے خطبے میں ارشاد کیا: **ترکت القشر واخذت اللباب وصنته عما تفرد به وضاع او کذاب۔** میں نے اس کتاب میں پوست چھوڑ کر خالص مغز لیا ہے اور اسے ہر ایسی حدیث سے بچایا جسے تنہا کسی وضاع یا کذاب نے روایت کیا ہے۔

---

[179] (تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۳۷، ص ۳۵۴، الناشر دار الفکر)

اما ابن النجار فاخرجه من طریق محمد بن مهدی المروزی انبانا ابو بشر بن سیار الرقی حدثنا العباس بن کثیر الرقی عن یزید بن ابی حبیب قال قال لی مهدی بن میمون دخلت علی سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھم وھو یعتم فقال لی یا ابا ایوب الا احدثک بحدیث تحبہ وتحملہ وترویہ فذکر مثلہ وقال لا یزالون یصلون علی اصحاب العمائم حتی تغیب الشمس۔[180]

قال الحافظ فی اللسان ھذا حدیث منکر بل موضوع ولم ار للعباس بن کثیر ذکرا فی الغرباء لابن یونس ولا فی ذیلہ لابن الطحان واما ابو بشر بن سیار فلم یذکرہ ابو احمد الحاکم فی الکنی وماعرفت محمد بن مھدی المروزی ولا مھدی بن میمون الراوی لھذا الحدیث من سالم ولیس ھو البصری المخرج فی الصحیحین وذاک یکنی ابا یحیی ولا ادری ممن الافۃ، انتھی۔[181]

اقول رحم اللہ الحافظ من این یاتیہ الوضع ولیس فیہ مایحیلہ عقل ولا شرع ولا فی سندہ وضاع ولا کذاب ولا متھم ومجرد جھل الراوی لایقضی بالسقوط حتی لایصلح للتمسک بہ فی الفضائل فضلا عن الوضع، ولما اورد الحافظ ابو الفرج ابن الجوزی حدیث قزعۃ بن سوید عن عاصم بن مخلد عن ابی الاشعث الصنعانی عن شداد بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من قرض بیت شعر بعد العشاء الاخرۃ لم تقبل لہ صلاۃ تلک اللیلۃ۔[182]

فی الموضوعات واعلہ بان عاصما فی عداد المجھولین و قزعۃ قال احمد مضطرب الحدیث و قال ابن حبان کان کثیر الخطا فاحش الوھم، فلما کثر ذلک فی روایتہ سقط الاحتجاج بخبرہ اھ۔[183]

---

180 (لسان المیزان حرف العین ترجمہ العباس بن کثیر مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن ۳/۲۴۴)
181 (لسان المیزان حرف العین ترجمہ عباس بن کثیر مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن ۳/۲۴۴)
182 (کتاب الموضوعات لابی الفرج حدیث فی انشاد الشعر بعد العشاء مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/۲۶۱)
183 (کتاب الموضوعات لابی الفرج حدیث فی انشاد الشعر بعد العشاء مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/۲۶۱)

قال الحافظ نفسه فی القول المسدد لیس فی شیئ من ھذا ما یقضی علٰی ھذا الحدیث بالوضع، الخ۔[184]

ولما حکم ابن الجوزی علی حدیث ابی عقال عن انس ابن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم العسقلان احد العروسین یبعث منھا یوم القیامۃ سبعون الفا لا حساب علیھم، ویبعث منھا خمسون الفا شھداء وفودا الی اللہ عزوجل، وبھا صفوف الشھداء رءوسھم مقطعۃ فی ایدیھم تثج اوداجھم دماً یقولون ربنا واٰتنا ماوعدتنا علی رسلک ولاتخزنا یوم القٰیمۃ انک لاتخلف المیعاد فیقول صدق عبیدی اغسلوھم بنھر البیضۃ فیخرجون منھا نقیابیضا فیسرحون فی الجنۃ حیث شاءوا۔[185]

بالوضع محتجا بان جمیع طرقہ تدور علی ابی عقال واسمہ ھلال بن زید بن یسار قال ابن حبان یروی عن انس اشیاء موضوعۃ ماحدث بھا انس قط لایجوز الاحتجاج بہ بحال اھ۔[186]

وقال الذھبی فی المیزان باطل۔[187]

قال الحافظ نفسہ فیہ وھو فی فضائل الاعمال والتحریض علی الرباط فی سبیل اللہ ولیس فیہ مایحیلہ الشرع ولا العقل فالحکم علیہ بالبطلان بمجرد کونہ من روایۃ ابی عقال لا یتجہ وطریقۃ الامام احمد معروفۃ فی التسامح فی روایۃ احادیث الفضائل دون احادیث الاحکام اھ۔[188]

فلیت شعری لم لایقال مثل ھذا فی حدیث العمامۃ مع انہ ایضا فی فضائل الاعمال والتحریض علی التأدب فی حضرۃ اللہ ولیس فیہ مایحلہ الشرع ولا العقل بل ولا فیہ احد رمی

---

[184] (القول المسدد الحدیث الثانی ممالم یذکرہ حدیث شداد بن اوس الخ مطبوعہ دائرہ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن ص ۳۶)

[185] (کتاب الموضوعات لابن جوزی باب فی فضل عسقلان مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲/۵۳)

[186] (کتاب الموضوعات لابن جوزی باب فی فضل عسقلان مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲/۵۴)

[187] (میزان الاعتدال ترجمہ نمبر ۹۲۶۷ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۴/۳۱۴)

[188] (القول المسدد جواب الکلام علی الحدیث الثامن مطبوعہ دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن ھند ص ۳۲)

بروایة الموضوعات کابی عقال فکیف یتجه الحکم علیه بالبطلان بل الوضع بمجرد کون بعض روایة ممن لم یعرفهم الحافظ اولم یذکرهم فلان وفلان، علاان مهدی بن میمون عندی وهم من بعض رواۃ ابن النجار لان عیسی بن یونس عند ابی نعیم وسفین بن زیاد عند الدیلمی انما یرویانه عن العباس عن یزید عن میمون بن مهران کماتقدم و میمون هو ابو ایوب الجزری الرقی ثقة فقیه من رجال مسلم والاربعة کما قاله الحافظ فی التقریب لاجرم لم یمنع کلام الحافظ هذا خاتم الحافظ السیوطی عن ایراده فیما وعد بتنزیهه عن الموضوع اماقول تلمیذه الحافظ السخاوی حدیث صلٰوة بخاتم تعدل سبعین صلٰوة بغیر خاتم هو موضوع کما قال شیخنا وکذامارواه الدیلمی عن حدیث ابن عمر مرفوعا بلفظ صلٰوة بعمامة الحدیث المذکور ومن حدیث انس مرفوعا الصلٰوة فی العمامة تعدل بعشرة الاف حسنة اھ[189]

فلم یذکر وجهه وانما تبع شیخه وقد علمت مافیه وکذا حدیث انس انما فیه ابان متروک وترک الراوی لایقضی بوضع الحدیث کما بینته فی الهاد الکاف فی حکم الضعاف واللّٰہ تعالٰی اعلم۔

انتہی کلام امام البریلوی بالتعییه الیسیر من العبد الفقیر۔

اور جاہل اگر کسی حدیث کو محض بہوائی نفس امارہ بالسوء موضوع کہے تو فاسق اور مستوجب سزئے غزیر اور واجب تعزیر ہے، اور کتب معتمدہ فقیہہ کو نہ ماننا اگر بطور تخطیہ کے ہے کہ مجتہد نے اس مسئلہ میں خطا کی اور اصابت حکم شرعی میں اس سے غلطی واقع ہوئی تو جہل مرکب، جہالت وضلالت اور بدمذہبی وگمراہی لاریب فیہ ہے۔ محقق علی الاطلاق مجتہد علی الوفاق حافظ العصر ناقد الدھر وفقیہ وجیہ اصولی امام کمال الدین ابن ہمام اپنی کتاب در نایاب تحریر سراپا تنویر میں تسطیر فرماتے ہیں:

والحق الاتفاق علی عدم الاکفار بانکار المشهور لاحادیة اصله فلم یکن تکذیباله علیه

---

[189] (المقاصد الحسنه تحت حرف الصاد المهملة مطبوعه دار الکتب بیروت ص ۲۶۳)

الصلاۃ و السلام بل ضلالة لتخطئة المجتهدين۔ حدیث مشہور کا انکار کفر نہیں کہ اصل میں وہ احاد ہے تو یہ انکار جھٹلانا سرور عالم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا نہ ہوا بلکہ وہ گمراہی و بدمذہبی ہے بسبب نسبت کرنے خطا کی طرف آئمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے۔

وقد صرح يكون تخطئة المجتهدين فسقا وضلالة مولانا ملا جيون فی نور الانوار والعلامة ابن الملک فی شرحه على المنار فی اخرين من العلماء المعتمدين الاخيار والفضلاء المستندين الخيار ايضًا۔

اور اگر بطرز انکار احکام فقہی وعدم تسلیم مسائل فرعی اجتہادی ہے تو کفر صریح بلکہ ارتداد قبیح ہے۔اس واسطے کہ فرضیت تقلید پر اجماع قطعی موجود بلکہ تصریح علماء ضروریات دین میں حدود۔

علامہ شمس الدین فناری علیہ رحمۃ ربنا الباری اصول البدائع فی اصول الشرائع میں فرماتے ہیں:

وجوب العمل بما أدى إليه اجتهاد المجتهد عليه وعلى مقلديه من ضروريات الدين، انتهی۔

ضروری ہونا عمل کا اس حکم پر جو مجتہد نے اپنے اجتہاد سے آیت و حدیث سے نکالا اس پر اور اس کے مقلدین پر ضروریات دین میں سے ہے۔

اور جو شخص کسی امر ضروری کا ضروریات دین سے انکار کرے وہ کافر ہے، تفصیل اس کی فقیر کے رسالہ حافلہ انفع الشواہد لمن یخرج الوہابیین عن المساجد میں درج ہے جو عظیم آباد کے مطبع حنفیہ واقع محلہ ملودیکڑہ میں حلیہ طبع سے آراستہ ہو کر بحمد اللہ تعالیٰ مطبوع طبائع اہل علم وفضل ہوا۔اور اس حدیث شریف کے بیان کرنے والے پر لعنت کا اطلاق خود اس لئے سخت آفت ہے کہ بحکم احادیث صحیحہ جو لعنت غیر مستحق پر کی جاتی ہے کرنے والے پر پلٹ کر آتی ہے۔و العیاذ باللہ تعالیٰ

امام ترمذی پھر ابو داوٗد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ:

إِنَّ رَجُلاً نَازَعَتْهُ الرِّيحُ رِدَاءَهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ - صلى الله عليه وسلم - فَلَعَنَهَا - فَقَالَ النَّبِيُّ - صلى الله عليه وسلم - لاَ تَلْعَنْهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ۔[190]

ہوا نے ایک مرد سے اس کی چادر میں منازعت کی وہ چادر کو اپنی طرف کھینچتا اور اپنے مونڈھوں پر ڈالتا اور ہوا اس کو اپنی طرف کھینچتی اور اڑا لے جاتی جب وہ مرد دق ہوا تو اس نے ہوا پر لعنت کی۔ حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہوا پر لعنت نہ کر کہ وہ معذور ہے اور چلنے پر بحکم خالقہا مجبور ہے اور بے شک جو لعنت کرے کسی چیز پر کہ وہ اس کا مستحق نہیں پلٹ آتی ہے لعنت کرنے والے پر اور مسلمانوں کے عمامے قصداً اتروا دینا اور اسے ثواب نہ جاننا قریب ہے کہ ضروریات دین سے انکار اور سنت قطعیہ متواترہ کے استخفاف کی حد تک پہنچے ایسے شخص پر فرض ہے کہ اپنی ان حرکات سے توبہ کرے اور از سر نو کلمۂ اسلام پڑھے اور اپنی عورت کے ساتھ نکاح کی تجدید کرے۔

جواب مسئلہ سوم: صورت مسئول عنہا میں مقتدی عامل بالسنہ ہے اور امام تارک ہے لہٰذا وہ ثواب کا مستحق ہے اور یہ اس ثواب سے محروم اور مقتدی کو ایسا ہی چاہیئے کہ گو امام عمامہ نہ باندھے اور اس سنت کی فضیلت سے محروم رہے خود عمامہ باندھے اور عمل بالسنہ کا ثواب لوٹتا رہے اور حتی الوسع مشرکین کی وضع سے کہ وہ بغیر عمامے کے سر پر ٹوپی دینے سے بچتا رہے اور عمامہ کے ہوتے ہوئے قصداً بلا کسی وجہ شرعی اور مانع قوی کے صرف ٹوپی سر پر دیئے ہوئے نماز پڑھنا پڑھانا دو حال سے خالی نہیں اگر بوجہ کسل اور سستی کے پگڑی کو بوجھ اور ایک قسم کا بار جان کر اور اس کے باندھنے میں

[190] (سنن ابی داؤد، ج ۴، ص ۴۳۰، باب فی اللعن، سنن الترمذی، ج ۴، ص ۳۵۰، باب اللعنة)

ایک گونہ تکلیف اور محنت تصور کرکے بدون عمامہ کے نماز پڑھاتا ہے تو بسبب اس کے کہ اس نے ایک امر مستحب کو جس کے استحباب کی تصریح کتب معتبرۂ فقہیہ میں موجود ہے ترک کیا، نماز اس کی مکروہ ہوگی۔

منیۃ المصلی اور اس کی شرح تعلیق مجلی میں (جو مطبع یوسفی واقع فرنگی محل لکھنؤ میں چھپ چکی ہے) ہے:

والمستحب ان یصلی فی ثلثة اثواب قمیص و ازار و عمامة لان ستر العورة و اخذ الزینة یحصل بھذا۔

مستحب یہ ہے کہ مرد قمیص، ازار اور عمامہ میں نماز پڑھے اس واسطے کہ ستر عورت اور اخذ زینت جو آیۃ کریمہ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الأعراف ۳۱) میں مامور بہ ہے انہیں تین کپڑوں سے حاصل ہوتا ہے۔

اور حلیہ میں ہے:

وفی التحفة و البدائع و اما المستحب فھو ان یصلی فی ثلثة اثواب ازار و رداء و عمامة انتھی بقدر الحاجة۔

اور فتح باب العنایہ للمحدث المکی العلامۃ علی القاری میں ہے:

ویستحب للرجال ان یصلی فی ثلثة اثواب قمیص و ازار و عمامة۔

اور علامہ حلبی کی غنیۃ المستملی میں ہے:

وفی الخلاصة و المستحب ان یصلی الرجل فی ثلثة اثواب قمیص وازار وعمامة انتھی۔

حاصل یہ کہ مرد کے لئے مستحب یہ ہے کہ قمیص اور ازار اور عمامہ میں نماز پڑھے اگر بجائے قمیص کے چادر ہو جس سے اوپر کا بدن مع مونڈھوں اور بازوؤں کے اچھی طرح ڈھک جائے تو بھی

مستحب ادا ہو جائے گا۔ گو چادر تحصیل کمال ستر و اکمال زینت واجب الاتیار میں نازل اور قمیص اس کا محصل کامل اور اس کے وجود کا حافل ہے۔ اس وجہ سے سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو قمیص محبوب تر تھی اور اکثر احوال میں بدن شرف مخزن سے مشرف تھا۔

شمائل امام ترمذی اور سنن ابی داؤد میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم الْقَمِيصَ۔[191]

پھر درصورت یہ کہ مقتدی کے سر پر عمامہ ہو اور امام کے سر پر نہ ہو گو مقتدی نے خود ترک مستحب نہ کیا لیکن چونکہ امام نے مستحب کو جو حکم سنت میں ہے ترک کیا اور مکروہ ہونا ہر سنت و مستحب کے ترک کا شرع شریف میں ثابت ہو چکا۔

در مختار شرح تنویر الابصار میں ہے:

ويكره ترك كل سنة و مستحب انتهى۔

مقتدی کی نماز میں بھی من وجہ کراہت کو دخل رہا۔

أَنَّ صَلَاتَهُ بَاطِلَةٌ وَجَعَلُوا صَلَاتَهُ مُضَمَّنَةً بِصَلَاةِ الْإِمَامِ۔ كما حققه الحافظ الطحاوى الامام فى مسنده المعتمد حليه الائمة الفخام المشهور بمعانى الاثار فى غير واحد من المقام۔

لہٰذا اعادہ اس کا اگر وقت میں گنجائش ہو اور سبب جرح اور موجب فتنہ و حرج نہ ہو مستحب ہے۔

---

[191] (سنن ابی داؤد، ج۴، ص۴۳، الناشر: دار الفکر، الشمائل للترمذی، ج ۱، ص۶۷، الناشر: مؤسسة الكتب الثقافية - بیروت)

فان الکراھة اذا کانت کَرَاھَةَ تَحْرِیمٍ فَتَجِبُ الْإِعَادَةُ أَوْ تَنْزِیہٍ فَتُسْتَحَبُّ کما ھو مفصل فی فتح القدیر للمحقق الھمام الامام ابن الھمام۔[192]

اور اگر عمامہ باندھنے کو حقیر امر جان کر اور اس شعار اسلام کو خوار تصور کر کے بغیر عمامہ کے نماز پڑھتا پڑھاتا ہے تو امر اس کا مذموم اور احکام تفصیلی اس کے جواب مسئلہ اول و دوم سے معلوم ہیں۔

نور الانوار میں ہے:

والتھاون بالشریعة وان کانت مرویة بطریق الاحاد کفر انتھی ای فضلا عن ان تکون منقولة بطریق الشھرة او التواتر اعاذنا اللہ عن ذلک وعصمتا من المھالک وھو اعلم بظواھر الامور والسرائر۔

جواب مسئلہ چہارم: سرور عالم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہمیشہ باعمامہ نماز پڑھائی۔ اور کسی صحیح حدیث میں وارد نہیں کہ آپ نے بغیر عمامہ امامت فرمائی، بلکہ عادت شریف اور خصلت منیف یہ تھی کہ ہر حالت میں سفر و حضر، گھر کے اندر اور گھر کے باہر نماز و غیر نماز میں نری ٹوپی سر پر نہ دیتے اور سر انور سے عمامے کو رشک ماہ و مہر فرماتے رہتے حتیٰ کہ وضو فرماتے وقت بھی عمامہ کو نہ توڑتے اسے سر منور سے اتار کے رکھتے اس وجہ سے علماء نے عمامہ کو مطلقاً خاص کر نماز میں سنت قرار دیا اور نری ٹوپی سر پر دینے کو مشرکوں کی وضع بتا دیا۔

ہندوستان میں حدیث شریف کے شائع کرنے والے اس کی شرحیں اور ترجمے کر کے علماء اور غیر علماء کو انوار علم و عمل بالسنہ سے منور فرمانے والے عاشق سید اولاد آدم شیخ العرب والعجم محدث

---

[192] (فتح القدیر للکمال ابن الھمام، ج ۱، ص ۴۱۶، الناشر: دار الفکر)

نبیہ فقیہ وجیہ مولانا و ولی نعمتنا الشیخ محمد عبد الحق المحدث الدہلوی لا زال ملتفتًا الیہ بالالتفات النبوی مشکوٰۃ شریف کی شرح فارسی میں اضافہ فرماتے ہیں:

بدانکہ پوشیدن عمامہ سنت ست واحادیث بسیار در فضل آن وارد شدہ است وآمادہ است کہ دو رکعت بعمامہ بہتر ست از ہفتاد رکعت بے عمامہ انتھی۔

اور عالم ہمام علامہ امام سیدنا الشیخ ابراہیم بیجوری کساہ اللہ اللباس النوری مواہب لدنیہ شرح الشمائل الترمذیہ میں افادہ فرماتے ہیں:

والعمامۃ سنۃ لا سیما للصلاۃ ولقصد التجمل لاخبار کثیرۃ واما لبس القلنسوۃ وحدھا فھو زی المشرکین انتھی۔

عمامہ سنت ہے خاص کر نماز اور قصد تجمل کے لئے بسبب وارد ہونے احادیث کثیرہ اور اخبار شہیرہ کے لیکن پہننا ٹوپی تنہا بغیر عمامہ کے وہ وضع ہے مشرکوں کی۔

وقت لکھنے جواب مسئلہ اول کے قولی حدیثیں جو نظر قاصر کے سامنے تھیں وہ حیرہ تحریر میں آچکیں اب فعلی حدیثیں جو اس وقت زیر نظر ہیں، ان میں سے قدرے بطور مشتے نمونہ از خرواری چند حدیثیں جو بعض ان میں سے متضمن قولی بھی ہیں مذکور ہوتی ہیں۔ امام لاثانی رکن رکین مذہب نعمانی دوسرے امام بخاری، بل ھو اعلی شانا من البخاری لانہ قد جمع بین کمال الفقاھۃ وجمال التحدیث کما لا یخفی علی من طالع مصنفاتھما فی فن الحدیث۔

ہمام بے عدیل امام جرح و تعدیل امام حافظ الاسلام خاتمۃ الجہابذۃ النقاد الاعلام شیخ الحدیث القدیم والحدیث، فقہ و حدیث کے حاوی امام حجۃ الاسلام ابو جعفر طحاوی اپنی کتاب لابواب احادیث نبوی کے بحر زخار شرح معانی الاثار میں فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا رَبِيعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَمْرِو بْنِ وَهْبٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ فَمَسَحَ عَلَى عِمَامَتِهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ۔[193]

بے شک پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے وضو کیا حالانکہ سر منور پر عمامہ تھا پس مسح کیا اپنے عمامے اور ناصیہ مبارک پر یعنی آگے کے چوتھائی حصے پر۔

واخرجه الامام مسلم وابو داؤد والنسائی وابن ماجة وابن الجارود فی المنتقی ایضًا مطولا ومختصرًا وفی الحدیث المسح علی العمامة والاعتبار به فی الجملة الا ان محرر المذهب العالم الربانی الحافظ الامام محمد بن الحسن الشیبانی اخرج فی المؤطا أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ سُئِلَ عَنْ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ فَقَالَ لَا حَتَّى يُمْسَحَ الشَّعْرُ بِالْمَاءِ ثم قال وبهذا نأخذ لا یمسح علی الخمار ولا علی العمامة بلغنا ان المسح علی العمامة کان فترک وهو قول ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ وقد ذکروا ان ما اتی به الامام محمد رحمه الله تعالیٰ من البلاغات فلها حکم الموصولات المسندات المستندات وقال الحافظ الامام الطحاوی رحمه الله تعالیٰ فَفِي هَذَا الْأَثَرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى بَعْضِ الرَّأْسِ وَهُوَ النَّاصِيَةُ، وَظُهُورُ النَّاصِيَةِ دَلِيلُ أَنَّ بَقِيَّةَ الرَّأْسِ حُكْمُهُ حُكْمُ مَا ظَهَرَ مِنْهُ، لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ الْحُكْمُ قَدْ ثَبَتَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ لَكَانَ كَالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَلَمْ يَكُنْ إِلَّا وَقَدْ غُيِّبَتْ الرِّجْلَانِ فِيهِمَا وَلَوْ كَانَ بَعْضُ الرِّجْلَيْنِ بَادِيًا، لَمَا أَجْزَأَهُ أَنْ يَغْسِلَ مَا ظَهَرَ مِنْهُمَا وَيَمْسَحَ عَلَى مَا غَابَ مِنْهُمَا فَجَعَلَ حُكْمَ مَا غَابَ مِنْهُمَا مُضَمَّنًا بِحُكْمِ مَا بَدَأَ مِنْهُمَا فَلَمَّا وَجَبَ غَسْلُ الظَّاهِرِ وَجَبَ

[193] (شرح معانی الآثار، ج ۱، ص ۳۹)

غَسْلُ الْبَاطِنِ فَكَذٰلِکَ الرَّأْسُ لِمَا وَجَبَ مَسْحُ مَا ظَهَرَ مِنْهُ ، ثَبَتَ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ مَسْحُ مَا بَطَنَ مِنْهُ لِيَكُونَ حُكْمُ كُلِّهِ حُكْمًا وَاحِدًا كَمَا كَانَ حُكْمُ الرِّجْلَيْنِ إِذَا غُيِّبَتْ بَعْضُهَا فِي الْخُفَّيْنِ حُكْمًا وَاحِدًا . فَلَمَّا اكْتَفَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْأَثَرِ يَمْسَحُ النَّاصِيَةَ عَلَى مَسْحِ مَا بَقِيَ مِنْ الرَّأْسِ دَلَّ ذٰلِکَ أَنَّ الْفَرْضَ فِي مَسْحِ الرَّأْسِ هُوَ مِقْدَارُ النَّاصِيَةِ وَأَنَّ مَا فَعَلَهُ فِيمَا جَاوَزَ بِهِ النَّاصِيَةَ فِيمَا سِوَى ذٰلِکَ مِنَ الْآثَارِ كَانَ دَلِيلًا عَلَى الْفَضْلِ لَا عَلَى الْوُجُوبِ حَتَّى تَسْتَوِيَ هَذِهِ الْآثَارُ وَلَا تَتَضَادَّ، انتهى وهذا كما ترى كلام نفيس فی غاية النفاسة وتقرير متين فی نهاية المتأنة دل دلالة ظاهرة علی ان المسح منه صلی اللّٰہ تعالیٰ عليه وآلہٖ واصحابہٖ وسلم علی العمامة لم يكن لانه من جملة ما فعله ابتانا للمامور به فی القرآن الوارد به بل كان لوجه من الوجوه التی ذكرها الامام الحافظ البدر العينی ونص كلامه فی عمدة القاری الذی هو من احسن شرح البخاری توضيحا واتهما واجلاها بيانا وتشريحا وأما مسحه عليه الصلاة والسلام علی العمامة فأوله البعض بان المراد به ما تحته من قبيل إطلاق اسم الحال علی المحل وأوله البعض بأن الراوي كان بعيدا عن النبي عليه الصلاة والسلام فمسح علی رأسه ولم يضع العمامة من رأسه فظن الراوي أنه مسح علی العمامة وقال القاضي عياض وأحسن ما حمل عليه أصحابنا حديث المسح علی العمامة أنه عليه الصلاة والسلام لعله كان به مرض منعه كشف رأسه فصارت العمامة كالجبيرة التي يمسح عليها انتهى ويدل علی ما ذكرنا الحديث الثانی والثالث الذين ياتيان منا ان شاء اللّٰہ تعالیٰ عما يدركه اوهامنا۔

۲۔ امام ابوداؤد اپنی سنن میں حضرت ثوبان مولای سید انس وجان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ وادخلہ فی فرادیس الجنان سے روایت کرتے ہیں:

بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً ، فَأَصَابَهُمُ الْبَرْدُ فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِينِ۔[194]

[194] (سنن ابی داؤد، ج ۱، ص ۳٦، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت)

پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ایک چھوٹے لشکر کو کسی طرف روانہ فرمایا۔ منزل مقصود پر پہنچ کر یا اثناء راہ میں ان کو سردی نے ستایا ایسا کہ وضو کرتے وقت عمامہ سر پر سے ہٹا کر ان کو مسح کرنا دشوار ہوا اور پاؤں کے دھونے میں ان کو قوی اندیشہ تلف کا یا نقصان کا پیدا ہوا جب مدینۂ منورہ میں آئے اور حاضر خدمت رؤف ورحیم ہوئے تو آپ نے ان کو رخصت کی خلعت سے آراستہ فرمایا اور عماموں اور موزوں پر مسح کرنے کا حکم ان کو دیا۔

ومن ادل الدلیل علی انما اباحه صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلهٖ واصحابهٖ وسلم لهم فی هذا الحدیث من المسح علی العمائم کان لاجل الحرج القائم والضرر الدائم الحدیث اللاحق کما لا یخفی علی الذهن الفائق۔

۳۔ اسی سنن ابي داوٗد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّأُ وَعَلَیْہِ عِمَامَةٌ قِطْرِیَّةٌ، فَأَدْخَلَ یَدَہُ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِہِ وَلَمْ یَنْقُضِ الْعِمَامَةَ۔[195]

دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو وضو فرماتے ہوئے حالانکہ سر مبارک پر عمامہ قطری تھا جو قریہ قطر میں بنا گیا تھا پس داخل فرمایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے دونوں مبارک ہاتھوں کو عمامے کے نیچے اور مسح کیا سر مبارک کے آگے کی جانب پر اور عمامہ مبارک کو نہ توڑا اور نہ اسے سر مبارک سے اتارا۔

فانه لو کان المسح علی العمامة مباحا لما احتاج صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلهٖ واصحابهٖ وسلم الی ادخال یدیه تحت العمامة ولمسح علیها باختیار تلک الکلفة المکلفة۔

---

[195] (سنن ابی داؤد، ج ۱، ص ۳۶، الناشر: المکتبة العصریة، صیدا - بیروت)

ابو نعیم کی حلیہ میں ہے:

حدثنا إبراهيم بن أدهم حَدَّثَنا أبو يعلى الحسين بن محمد الزبيري حَدَّثَنا أبو الحسن عَبْد الله بن موسى الحافظ الصوفي البغدادي حَدَّثنا لاحق بن الهيثم حَدَّثَنا الحسن بن عيسى الدمشقي حَدَّثَنا محمد بن فيروز المصري حَدَّثَنا بقية بن الوليد حَدَّثنا إبراهيم بن أدهم عن أبيه أدهم بن منصور العجلي عن سعيد بن جبير أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يسجد على كور العمامة۔[196]

۵۔ اوسط طبرانی میں حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رأيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآله واصحابه وسلم يسجد على كور عمامة۔

دیکھا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے عمامہ کے پیچ پر۔

٦۔ حافظ ابو القاسم تمام بن محمد رازی کے فوائد میں ہے:

حدثنا محمد بن إبراهيم بن عبد الرحمن ثنا أبو بكر أحمد بن عبد الرحمن بن أبي الحصين الانطرسوسي قدم علينا دمشق ثنا كثير بن عبيد الإمام بحمص ثنا سويد عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يسجد على كور العمامة۔[197]

بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم سجدہ کرتے تھے عمامہ کے پیچ پر، پھر یہ سجدہ کرنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا عمامہ کے پیچ پر بیان جواز کے لئے تھا یا بوجہ کسی ضرورت طپش زمین وغیرہ کے تھا ورنہ ہمارے حق میں بلا کسی ضرورت کے عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ ہے۔ چنانچہ کتب فقہ میں مبرہن ہو چکا ہے۔ اسی واسطے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

---

[196] (حلية الاولياء، ج۸، ص ۵۵، الناشر: دار الكتاب العربي - بيروت)

[197] (الفوائد لتمام الرازى، ج ۲، ص ۲۹۳، الناشر: مكتبة الرشد)

وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ایک صحابی کو عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرتے دیکھا آپ نے اسی حالت میں اس کی پیشانی پر سے عمامہ کے پیچ کو ہٹا دیا۔

امام ابوداؤد اور صاحب سنن محمود صالح بن خیوان سے مراسیل میں راوی ہیں کہ:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم رای رجلا یسجد وقد اعتم علی جبھتہ فحسر عن جبھتہ۔

تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ایک مرد کو سجدہ کرتے دیکھا حالانکہ عمامہ باندھا تھا اس نے اپنی پیشانی پر اور پیشانی اس کی عمامہ سے ڈھکی تھی۔ پس اس پیچ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ہٹا دیا اور پیشانی اس کی کھول دی۔

وقد ورد فی سجودہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم احادیث غیر ما ذکرنا واخبار سوی ما اوردنا وھی ان کانت اسانیدھا لا یخلو ممن تکلم فیہ الا انھا الکثرۃ عدادھا وتعدد طھر قھا صارت حسنۃ قابلۃ للاحتجاح بھا ولا نطول الکلام بذکرھا ومن فیما سردناہ غنیۃ عنھا مع اذا لسنا بصددہ وانما نحن بصدد انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کان یصلی متعمما ویفعل ذلک دائما وقد ثبت ذلک بحمد اللہ تعالیٰ ثبوتًا قائمًا۔

۷۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دیکھنے والے کما صرح بہ غیر واحد منھم من المحققین من المحدثین منھم الحافظ العسقلانی۔ ان سے بالمشافہ بلاواسطہ حدیثوں کی روایت کرنے والے کما حققہ صاحب مختصر المسند الکبیر وصححہ الشیخ المحقق الدھلوی ورجحہ خاتم المحققین الاول فی اسماء رجال المشکوٰۃ والثانی فی رد المحتار والف الامام ابو معشر جزء فیما سمعہ الامام الھمام من الصحابۃ الکرام واقرہ علیہ خاتمۃ الحفاظ الجلال السیوطی فی تبییض الصحیفۃ فی مناقب ابی حنیفۃ باتفاق اہل وفاق۔

كما صرح به المحدث المكی الحبر القاری فی کشف المغطی شرح علی المؤطا و ان انکرہ عنادا من انتشر بدعتهم فی زماننا من اهل النفاق خذ لهم اللّٰہ تعالیٰ و طهر عنهم حوزة الدین بحرمة من زوای الارض فر اؤی مشارقها و مغاربها فشمل علمه الافاق۔

تمام محدثین مصنفین اصحاب کتب ستہ و مسانید و معاجیم وغیرہ کے استاد کسی کے بلاواسطہ اور کسی کے بواسطہ حدیث: لَوْ كَانَ الدِّينُ وفی روایة العلم وفی الاخری الایمان عِنْدَ الثُّرَيَّا لناله رجل، وفی روایة رجال مِنْ انباء فَارِسَ اخرجه مسلم۔ وغیرہ کے مصداق۔

كما صرح به بعض الحفاظ من المحدثين واقره عليه من بعد من المحققين اهل الحق والاحقاق سراج الامه امام الائمه اعلم التابعين وابصرهم بالحديث كما افاده بعض الناقدين من تبع التابعين امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ واسکنہ الفردوس الاعلی بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم فتح مكة على بعير أورق إلى سواد، وهو ناقة القصواء متقلدا بقوس متعمما بعمامة سوداء من وبر۔[198]

تھے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فتح مکہ معظمہ کے دن شرفہا اللہ تعالیٰ سوار اونٹنی خاکستری رنگ پر جو مائل بسیاہی تھی جس کا نام قصوا تھا کمان گلے میں ڈالے ہوئے عمامہ سیاہ اونٹ کے بالوں کا باندھے ہوئے۔

واخرجه عنه ابن ماجة ايضًا مختصرًا ولفظه ان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وآلهٖ واصحابهٖ وسلم دخل مكة وعليه عمامة سوداء۔

---

198 (شرح مسند ابی حنیفۃ، ج ۱، ص ۲۳۲)

۸۔ امام محقق مدقق سید الجارحین والمعدلین وسند الناقدین المتقین الطبقین امام طحاوی معانی الآثار میں پھر امام مسلم اپنی صحیح میں پھر امام ترمذی اپنی جامع اور شمائل میں پھر نسائی اپنی مجتبی میں پھر ابن ماجہ اپنی سنن میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں:

واللفظ لاولهم عن الحافظ الطحاوی أنَّ رسول الله - صلى الله عليه وسلم - دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ۔[199]

بتحقیق کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم داخل ہوئے مکہ شریف میں جس دن کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اس کو فتح فرمایا اس حال میں کہ آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

۹۔ امام ترمذی شمائل میں اور نسائی اور ابن ماجہ اپنی اپنی سنن میں عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں:

واللفظ للترمذی رأیت علی رأس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم سوداء۔

دیکھا میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے سر مبارک پر عمامہ سیاہ۔

۱۰۔ اس میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم خطب الناس وعلیہ عمامۃ دسماء۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے لوگوں کو خطبہ سنایا حالانکہ سر مبارک پر عمامہ چکنا یا سیاہ تھا۔

---

[199] (سنن ابن ماجه، ج٢، ص ١١٨٦، سنن النسائی، ج٥، ص ٢٠١، شرح معانی الآثار، ج٣، ص ٣٢٩، صحیح ابن حبان، ج٩، ص٣٧، صحیح مسلم، ج٢، ص ٩٩٠، مسند احمد، ج٢٣، ص١٧٨، مسند الطیالسی، ج٣، ص٣٠٨، سنن النسائی الکبری، ج٥، ص٤٩٧)

۱۱۔اسی شمائل میں ہے کہ فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ:

دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم فی مرضہ الذی توفی فیہ وعلی رأسہ عصابۃ صفراء۔

حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے مرض رحلت میں حاضر خدمت شریف ہوا حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے سر مبارک پر عمامہ زرد تھا۔

۱۲۔امام ابو داؤد کی سنن میں حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و کرم وجہ ابیہ فرماتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ۔[200]

دیکھا میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو منبر پر اس حال میں کہ سیاہ عمامہ ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے سر مبارک پر۔

۱۳۔ابن ابی عاصم کی کتاب الجہاد میں ہے:

حدثنا ابو موسی حدثنا عثمان بن عمر عن الزبیر بن جوان عن رجل من الانصار قال جاء رجل الی ابن عمر فقال یا ابا عبدالرحمٰن العمامۃ سنۃ فقال نعم قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم لعبد الرحمن بن عوف اذھب فاسدل علیک ثیابک والبس سلاحک ففعل ثم اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم فقبض ما سدل بنفسہ ثم عممہ فدل من بین یدیہ و من خلفہ۔

ایک مرد انصاری نے کہا کہ ایک مرد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کہ کیا عمامہ سنت ہے؟ فرمایا کہ ہاں سنت ہے، پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تو جا اور اپنے کپڑے اپنے اوپر ڈال لا اور

---

[200] (سنن ابی داؤد، ج۴، ص ۵۴، الناشر: المکتبۃ العصریۃ، صیدا - بیروت)

اپنے ہتھیار پہن کر آ۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعمیل کی پھر پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت شریف میں حاضری دی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خود اپنے دست حق پرست سے ان کے کپڑے ان پر درست اور ٹھیک کر دیئے اور ان کے سر پر عمامہ باندھ دیا اور ان کے آگے سے اور نیز پیچھے سے دونوں جانب شملہ رکھا۔

۱۴۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

كما في العمدة للبدر الحجه حدثنا الحسن بن علي حدثنا ابن أبي مريم عن رشد عن ابن عقيل عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة أن رسول الله عمم عبد الرحمن بن عوف بعمامة سوداء من قطن وأفضل له من بين يديه مثل هذه وفي رواية عن نافع عن ابن عمر قال عمم رسول الله ابن عوف بعمامة سوداء كرابيس وأرخاها من خلفه قدر أربع أصباع وقال هكذا فاعتم۔[201]

فرماتی ہیں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے عمامہ سیاہ روئی کے کپڑے کا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر باندھا اور عمامہ کے پیچوں سے ان کے شملہ کے لئے کچھ بچا لیا اور چھوڑ دیا اس کو ان کے آگے سے اتنا اور نافع کی روایت میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ باندھا پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر عمامہ سیاہ کپڑے کا اور چار انگلیوں کے برابر ان کے پیچھے کی جانب سے اس کا شملہ رکھا اور فرمایا کہ اس طرح عمامہ باندھ۔

201 (عمدة القاری شرح صحیح بخاری، ج ۲۱، ص ۴۵۵، باب العمائم)

۱۵۔ ابوعبیدہ حمصی کی حدیث میں ہے جو عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:
بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ إِلَى خَيْبَرَ فَعَمَّمَهُ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ ثُمَّ أَرْسَلَهَا مِنْ وَرَائِهِ۔[202]

خیبر کے دن پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر سیاہ عمامہ باندھ کر بھیجا اور شملہ اس کا ان کے پیچھے کی جانب چھوڑ دیا۔

۱۶۔ اوسط طبرانی میں حضرت ثوبان بیان فرماتے ہیں:
ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کان اذا اعتم أَرْخَى الْعِمَامَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَمِنْ خَلْفِهِ۔

حضور مجسم نور جب عمامہ باندھتے شملہ اس کا آگے اور پیچھے دونوں جانب سے لٹکاتے۔

وفيه الحجاج بن رشد ضعيف الا انه ليس بقادح فيما نرومه على ما سبق بيانه۔

۱۷۔ معجم کبیر طبرانی میں ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يولي واليا حتى يعممه ويرخي لها عذبة من جانب الأيمن نحو الأذن۔[203]

پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کسی کو حاکم نہ بناتے جب تک کہ اس کے سر پر عمامہ نہ باندھتے اور اس کا شملہ نہ چھوڑتے داہنی جانب کے کان کی طرف۔

وفيه جميع بن ثوب ضعيف ولا يتطرق به الى ما نحن فيه تضعيف على ما لا يخفى على من له طبع شريف۔

---

[202] (تحفۃالأحوذی، ج۴، ص ۴۲۹، فیض القدیر، ج۴، ص ۳۴۶، عمدۃالقاری، ج ۲۱، ص۳۰۷، نیل الأوطار، ج۲، ص۱۲۷)

[203] (المعجم الکبیر، ج۷، ص۱۴۷)

۱۸۔ ابن عدی اپنی کامل میں عبد الاعلیٰ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ:

ان رسول الله صلي الله عليه وسلم دعي علي بن ابي طالب يوم غدير خم فعممه وارخي عذبه العمامه من خلفه ثم قال هكذا فاعتموا فان العمائم سيما وهي حاجز بين المسلمين والمشركين۔

پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے غدیر خم کے دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرما کر ان کے سر پر عمامہ باندھا اور عمامہ کے شملہ کو ان کے پیچھے لٹکایا اور خطاب عام کے طور پر ارشاد کیا کہ اس طرح عمامہ باندھا کرو اور بے عمامہ کے نہ رہا کرو اس واسطے کہ عمامہ اسلام کی علامت ہے اور عمامہ ہی فرق ہے مسلمانوں اور مشرکوں میں کہ مسلمان کی وضع عمامہ ہے اور مشرکوں کی وضع نری ٹوپی بغیر عمامہ کے ہے اور یہ ان ہی کی روش ہے تم اس سے اجتناب کرو۔

۱۹۔ ابو الشیخ کی روایت میں ہے کہ ابو عبد السلام نے کہا کہ:

قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَمُّ، قَالَ: يُدِيرُ كَوْرَ الْعِمَامَةِ عَلَى رَأْسِهِ وَيَغْرِسُهَا مِنْ وَرَائِهِ، وَيُرْخِي لَهَا ذُؤَابَةً بَيْنَ كَتِفَيْهِ۔[204]

میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کس طرح اور کس طور پر عمامہ باندھا کرتے تھے۔ جواب میں انہوں نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اپنے سر مبارک پر عمامہ کے پیچ کو دورہ دیتے اور اس کے سرے کو پیچھے گھرستے اور دونوں شانوں کے درمیان میں اس کا شملہ لٹکاتے۔

---

[204] (تحفۃ الاحوذی، ج ۱۰، ص ۴۰۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت-لبنان)

۲۰۔ مسند امام احمد و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و صحیح ابن حبان و مستدرک حاکم و جامع ترمذی میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ رسول الله - صلى الله عليه وسلم - إِذَا اسْتَجَدَّ ثوباً سَمَّاهُ باسْمِهِ - عِمَامَةً، أَوْ قميصاً، أَوْ رِدَاءً - يقولُ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أنْتَ كَسَوْتَنِيهِ، أسألك خيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وأعوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ۔[205]

تھے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم جب پہنتے لباس جدید تو نام لیتے اس کا عمامہ ہوتا وہ کپڑا یا کرتہ یا رداء پھر کہتے یا الٰہی تیری ہی حمد ہے، اس لئے کہ تو نے ہی پہنایا مجھ کو یہ کپڑا، مانگتا ہوں میں تجھ سے بھلائی اس کپڑے کی کہ خیریت سے بدن پر رہے اور نہ پہنچے اس کو کوئی آفت اور مانگتا ہوں میں تجھ سے بھلائی اس چیز کی کہ بنایا گیا یہ کپڑا اس کے لئے یعنی اس کو پہن کر تیری اطاعت کروں اور تیری فرمانبرداری میں اس کو پرانا کروں اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری رحمت کے ساتھ اس کی اور اس چیز کی برائی سے کہ جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے، یعنی اس کو پہن کر نہ اتراؤں اور نہ کوئی گناہ کروں بلکہ اس کو پہن کر تیری مرضیات میں مصروف رہوں۔

۲۱۔ امام نسائی ابو امیہ عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ:

كَأَنِّي أَنْظُرُ السَّاعَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ۔[206]

---

[205] (سنن ابی داؤد، ج۴، ص ۴۷، سنن الترمذی، ج۴، ص ۲۳۹، صحیح ابن حبان، ج ۱۲، ص ۲۳۹، کنز العمال، ج۷، ص ۱۱۸، مسند ابی یعلی، ج ۲، ص ۳۳۸)

[206] (سنن النسائی الکبری، ج۵، ص ۴۹۸)

گویا کہ میں اس گھڑی کو دیکھ رہا ہوں پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم منبر پر تشریف رکھتے ہیں حالانکہ آپ کے سر مبارک پر عمامہ سیاہ ہے کہ چھوڑا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اس کا شملہ درمیان مونڈھوں کے۔

۲۲۔ سنن ابی داؤد میں عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ:

عممني رسول الله صلى الله عليه وسلم فسدلها من بين يدي ومن خلفي۔

پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے میرے سر پر عمامہ باندھا پس شملہ لٹکا دیا آگے میرے اور پیچھے میرے یعنی دونوں طرف شملہ چھوڑا سینے پر اور پیٹھ پر۔

۲۳۔ اسی سنن ابی داؤد میں عبد اللہ بن سعد اپنے والد ماجد سعد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ رَجُلا بِبُخَارَى عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ عَلَيْهِ عِمَامَةُ خَزٍّ سَوْدَاءُ، فَقَالَ: كَسَانِيهَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم۔[207]

دیکھا میں نے ایک مرد کو بخارا میں کہ سفید خچر پر سوار رہے اور ان کے سر پر سیاہ عمامہ خز کا تھا پس کہا اس مرد نے کہ یہ عمامہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے عطا فرمایا۔

۲۴۔ سنن نسائی میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

قال رسول اللہ صلى اللہ تعالیٰ علیه وآلہٖ واصحابہٖ وسلم الإِسْبَالُ فِي الإِزَارِ، وَالْقَمِيصِ، وَالعِمَامَةِ۔[208]

---

[207] (سنن ابی داؤد، ج۴، ص ۸۰، الناشر: دار الکتاب العربي-بیروت)

[208] (سنن النسائی الکبری، ج۵، ص ۴۹۱)

درازرکھنا کپڑے کا ازراہ تکبر جو کہ مکروہ وحرام ہے اور کرنے والا اس کا قیامت کے دن مستحق نظر رحمت الٰہی نہیں رہتا ہے ازارہی میں منحصر نہیں جیسا کہ مشہور تر ہے بلکہ پیرہن اور عمامہ میں بھی ہوتا ہے کہ پیرہن کو ٹخنوں سے اور شملہ کو موضع جلوس سے متجاوز رکھے۔

وفقه الحديث انه لو لا العمامة من ملبوس المسلمين الذى لا بد لهم هذ فى كل حين لما فرنها باختيها فى الذكر عند بيان الاسبال المنكر۔

پس بسبب ورود انہیں احادیث قولیہ مذکورہ واحادیث فصلیہ مسطورہ وغیرہ کے جن کے استیعاب میں طول طویل ہے اور نہ مقام ان کے بسط کا متحمل ہے صحابہ و دیگر صلحاء نے عمامہ باندھنے کو افضل و سنت جانا اور اس کے ترک کو مکروہ وروش غیر محمود تصور کیا عمامہ تو عمامہ شملہ جو فرع عمامہ ہوا اس کو بھی صحابہ واتباع صحابہ نے ترک نہیں کیا اس وجہ سے ہمارے علماء کرام نے باستثنائے بعض صورتوں کے اور نیز اور مذاہب اہل سنت والوں نے اسے مستحب قرار دے کر اس کے رکھنے کا حکم فرمایا یہاں تک کہ علمائے شافعیہ نے اسے سنت مؤکدہ قرار دے دیا۔

۲۵۔ امام ترمذی اپنی جامع و نیز اپنی شمائل میں عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر کی سند سے راوی ہیں کہ:

كان رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- : إذا اعتمَّ سدَلَ عِمَامَتهُ بين كَتِفيه. قال نافع : وكان ابن عمر يفعل ذلک. قال عبيد الله: ورأيتُ القاسم وسالما يفعلان ذلک۔[209]

تھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم جب عمامہ باندھتے لٹکاتے اس کے شملے کو درمیان اپنے دونوں مونڈھوں کے کہا نافع نے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں اور ان کے اعلیٰ درجہ کے شاگرد ہیں اور ان ائمہ حدیث سے ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ

[209] (سنن الترمذی، ج۴، ص ۲۲۵، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت)

اللہ تعالیٰ جیسے امام الائمہ ان سے روایت حدیث کرتے ہیں اور امام کے اجلہ شیوخ میں سے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حضور ہی کی طرح کرتے تھے کہ عمامہ کو بدوں شملہ کے نہ باندھتے تھے بلکہ جب عمامہ باندھتے تو شملہ بھی رکھتے جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم رکھتے تھے اور کہا عبید اللہ نے جو نافع کے شاگرد ہیں کہ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ ونہ اور سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ جو دونوں صاحب مدینہ منورہ کے تابعین کے اکابر علماء سے ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہ کے اساتذہ فی الحدیث سے اور منجملہ ان سات فقہاء کے ہیں کہ ان کے زمانے میں مدینہ منورہ میں دارومدار امر دین کا انہیں پر تھا کہ یہ دونوں امام بھی عمامہ باندھتے وقت دونوں مونڈھوں کے درمیان شملہ رکھا کرتے تھے۔

مواہب اللدنیہ میں اس حدیث کے ذیل میں ہے:

قداستغیدمن ھذاالحدیث ان العذبۃسنۃ۔

اس حدیث سے سمجھا گیا کہ شملہ رکھنا سنت ہے۔

اور پھر تھوڑا بعد اس کے لکھتے ہیں:

واشاربذلک الی انہ سنۃموکدۃمحفوظۃلم یترکھا الصلحاء۔

یعنی امام نافع نے اپنا مقولہ: وکان ابن عمر یفعل ذلک۔ اور عبید اللہ نے اپنا مقولہ وکان القاسم کے واسطے سے یہ بتادیا کہ شملہ رکھنا سنت مؤکدہ ہے اور صالحین امت صحابہ وتابعین ودیگر ائمہ وعلمائے دین نے اس کو نہیں چھوڑا اور ان میں برابر متوارث چلا آیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ عمامہ کی سنت اور شملہ کے استحباب میں کوئی کلام نہیں بلاشبہ یہ دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام

علمائے دین کا فعل ہے۔ نری ٹوپی کافروں کی بالخصوص نیچریوں کی یا روافض واکثر وہابیہ کی وضع ہے۔ مسلمانوں کو اس سے احتراز لازم اور تمسک بسنت امر اہم ہے۔

واللہ الموفق لاتباع سنة نبیه الکریم الرؤف الرحیم واقتفاء اثار صحابة اولی العلم الجسیم والفهم المستقیم الفضل الفخیم وصلی اللہ تعالیٰ علیه وآلہٖ واصحابہٖ وسلم۔

جواب مسئلہ پنجم: جامع الرموز کو بالکل نامعتبر کتاب کہنا غلط ہے در مختار اور رد المحتار میں جابجا عمدة المتأخرین شیخ علاؤالدین اور خاتم المحققین سید محمد امین معروف بہ علامہ ابن عابدین کا اس کے اقوال وروایات سے استفادہ کرنا اس قول مردود کے لئے رد کافی ہے۔ البتہ اس سے مسئلہ نکالنا ہر شخص کا منصب نہیں بلکہ عالم تبحر کا کام ہے اور جو شخص اسے بالکل نامعتبر بتائے قول اس کا مردود ہے چاہے وہ وہابی ہو یا نام کا سنی، درپردہ وہابی ہو اور جس طرح باوجود عمامہ کے اور اس کے استعمال پر قادر ہونے کے نماز مکروہ ہے۔ جیسا کہ سابق کے جوابوں سے واضح ولائح ہو چکا اس طرح باوجود قدرت قمیص وغیرہ کے صرف ازار وپاجامہ سے نماز مکروہ ہے۔

کتب معتبرہ میں یہ مسئلہ بالتصریح موجود ہے۔

منیۃ المصلی میں ہے:

ویکرہ ان یصلی فی ازار واحد الا من عذر۔

اور مکروہ ہے نماز پڑھنا ایک ازار میں مگر بسبب عذر کے کہ سوا ازار اس کے پاس اور کوئی کپڑا نہیں میسر، یا میسر ہے مگر اس کے پہننے پر کسی وجہ سے قادر نہیں تو ایسی صورت میں فقط ازار میں نماز اس کی مکروہ نہ ہوگی کہ دین اسلام کی بنا آسانی پر ہے نہ دشواری پر۔

قال اللہ عزوجل: وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ (الحج ۷۸)

تعلیق مجلی میں منیۃ المصلی کی عبارت مذکورہ کے ذیل میں محقق مدقق امام ابن امیر الحاج کی حلیۃ المحلی سے منقول ہے:

ثم هذا الكراهة كراهة تحريمية كما يشير اليه قول رضى الدين فى المحيط فى تعليله لانه ترك اصل الزينة و اصل الزينة واجب الا ترى ان الدخول باز ار واحد مما يقبح بين الناس فكيف عند قيامة مقام مناجاة ربه انتهى۔

پس یہ کراہت کراہت تحریمی ہے جس کا مرتکب گناہ گار ہوتا ہے اور بسبب اس کے ارتکاب کے نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے اس واسطے کہ فقط ازار باندھ کر یا تنہا پاجامہ پہن کر نماز پڑھنے میں اصل زینت کا ترک ہے اور اصل زینت واجب ہے اور واجب کا ترک مکروہ تحریمی ہے۔ کیا تو خیال نہیں کرتا ہے کہ نری ازار باندھ کر کسی کے یہاں جانے کو لوگ برا جانتے ہیں۔ پس مقام مناجات رب العالمین میں جو احکم الحاکمین ہے فقط ازار یا پاجامہ پہن کر کھڑا ہونا کس طرح برا اور بے جانہ ہو گا۔

اور نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح میں ہے:

ويكره للمصلي صلاته في السراويل او الازار مع قدرته على لبس القميص۔[210]

اور نمازی کے لئے مکروہ ہے یہ کہ فقط پاجامہ میں یا فقط ازار میں نماز پڑھے باوجود اس کی قدرت کے قمیص کے پہننے پر اور عالم عامل بادشاہ عادل عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ میں ہے:

ولو صلى مع السراويل و القميص عنده يكره۔[211]

اور اگر کسی مرد نے فقط پاجامہ پہن کر نماز پڑھی حالانکہ قمیص اس کے پاس موجود ہے تو مکروہ ہوئی نماز اس کی۔

---

[210] (نور الایضاح، ج ا، ص ٥٦، الناشر دار الحکمۃ، دمشق)
[211] (الفتاوی الھندیۃ، ج ا، ص ١٠٦، الناشر دار الفکر، بیروت)

اور غنیۃ المستملی میں ہے:

ویکرہ ان یصلی فی ازار واحد او فی السراویل فقط۔

اور مکروہ ہے یہ کہ نماز پڑھے کوئی شخص صرف ازار یا پاجامہ میں۔

اور عمدۃ الحفاظ المجتہدین وزبدۃ النقاد المحققین المدققین امام کمال الدین ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ المفضل المنعام کی فتح القدیر میں ہے:

وَفِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى عَاتِقِهِ بَعْضُهُ يُكْرَهُ إلَّا لِضَرُورَةِ الْعَدَمِ۔ [212]

اور ایک کپڑے میں کہ جس سے اس کے مونڈھے ڈھکے نہ ہوں نماز مکروہ ہے مگر وقت میسر نہ ہونے اور کپڑے کے حقیقتًا کہ اسے دوسرے کپڑے کی استطاعت ہی نہ ہو یا حکمًا کہ کپڑا دوسرا موجود ہو مگر اس کے پہننے پر قادر ہی نہ ہو اور علاوہ روایات فقہیہ کے احادیث مرفوعہ و آثار موقوفہ میں بھی اس سے نہی وارد ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی معانی الآثار میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَلْبَسْ ثَوْبَيْهِ، فَإِنَّ اللهَ أَحَقُّ مَنْ يُزَّيَّنَ لَهُ۔ [213]

جب ارادہ کرے کوئی تم میں سے نماز پڑھنے کا تو اپنے دونوں کپڑے پہن لے اور جس طرح بندوں کے پاس کپڑے پہن کر جاتا ہے اسی طرح حق سبحانہ و تعالیٰ کے دربار میں جب حاضری دینے کا قصد کرے تو بھی پورا لباس اپنا پہن کر حاضر ہو، اس واسطے کہ اللہ بنسبت بندوں کے زیادہ مستحق ہے کہ اس کے دربار میں زینت اور تجمل کے ساتھ حاضری دی جائے، اسی حدیث وامثالہ کی وجہ سے امام

---

[212] (فتح القدیر لکمال ابن الھمام، ج ۱، ص ۴۱۲، الناشر: دار الفکر)

[213] (شرح معانی الاثار، ج ۲، ص ۱۷۰)

الائمہ سراج الامہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نماز کے وقت وہ لباس پہنتے جو عمدہ اور اعلیٰ درجے کا ہوتا، اور یہ شعار روافض زمانہ کا ہے کہ بازاروں میں اور ملاقاتیوں میں جانے کے وقت تو عمدہ سے عمدہ کپڑے پہن کے جاتے ہیں اور جب منعم حقیقی کے دربار میں قیام کا وقت آتا ہے تو ایک لنگوٹ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کفران نعمت کے مرتکب ہوتے ہیں۔**نعوذ باللہ من سوء افعالھم وشر اقوالھم**

اور سنن ابي داوٗد میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي لِحَافٍ لَا يَتَوَشَّحُ بِهِ، وَالْآخَرُ أَنْ تُصَلِّيَ فِي سَرَاوِيلَ وَلَيْسَ عَلَيْكَ رِدَاءٌ۔[214]

منع فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے دو باتوں سے ایک اس سے کہ نماز پڑھے مرد لحاف میں یعنی بڑی چادر یا دوہری میں اور نہ ڈھانکے اس سے مونڈھے اپنے اور نہ لپیٹے اس کو تمام اعلیٰ بدن اپنے پر اور دوسری اس سے کہ نماز پڑھے پاجامہ میں حالانکہ اس کے مونڈھوں پر چادر نہ ہو۔

اور معانی الآثار اور صحیحین وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے:

واللفظ لبحر الاخيار الواردة عن سيد الاخيار لَا يُصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقَيْهِ شَيْءٌ۔[215]

نہ نماز پڑھے کوئی تم میں ایک کپڑے میں کہ نہ ہو اس کے مونڈھوں پر اس سے کچھ۔

---

214 (سنن ابی داؤد، ج ۱، ص ۱۷۲، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت)

215 (شرح معانی الآثار، ج ۲، ص ۱۷۸، سنن الدارمی، ج ۱، ص ۳۶۷، صحیح مسلم عبدالباقی، ج ۱، ص ۳۶۸، سنن ابی عوانہ، ج ۱، ص ۳۹۸، مسند الشافعی، ج ۱، ص ۲۳۲)

اور معانی الآثار میں ہے:

حدثنا عیسی بن إبراهیم بن الغافقي قال حدثنا عبد الله بن وهب عن زید بن الحباب عن أبي المنیب عن عبد الله بن بریدة عن أبیه: أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ فِي السَّرَاوِيلِ وَحْدَهُ، لَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ۔[216]

منع فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اس سے کہ نماز پڑھے مرد تنہا پاجامہ میں کہ نہ ہو اس کے بدن پر سوا اس کے اور کوئی کپڑا قمیص وغیرہ۔

اس حدیث شریف کے بعد امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَهَذَا - عِنْدَنَا - عَلَى الْوُجُودِ مَعَهُ لِغَيْرِهِ، فَإِنْ كَانَ لَا يَجِدُ غَيْرَهُ، فَلَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ فِيهِ، كَمَا لَا بَأْسَ فِي الثَّوْبِ الصَّغِيرِ مُتَّزِرًا بِهِ، انتهى۔[217]

یعنی یہ نہی جو اس حدیث شریف میں محمول ہے اس صورت پر کہ اس کے پاس کوئی اور کپڑا مثل قمیص وغیرہ کے موجود ہو پس اگر اور کوئی کپڑا اسے میسر نہ ہو تو فقط پاجامہ میں یا فقط تہبند میں اگر نماز پڑھے گا تو کوئی کراہت اور برائی نہیں۔

اسی واسطے ناطق بالحق والصواب سیدنا امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ امام الدنیا فی عصرہ وہمام المحدثین فی دہرہ سیدنا امام بخاری علیہ رحمۃ الباری کی روایت میں فرماتے ہیں:

إِذَا وَسَّعَ اللَّهُ فَأَوْسِعُوا جَمَعَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ، صَلَّى رَجُلٌ فِي إِزَارٍ وَرِدَاءٍ، فِي إِزَارٍ وَقَمِيصٍ، فِي إِزَارٍ وَقَبَاءٍ، فِي سَرَاوِيلَ وَرِدَاءٍ، فِي سَرَاوِيلَ وَقَمِيصٍ۔[218]

---

216 (شرح معانی الآثار، ج ۱، ص ۳۸۲، الناشر: دار الکتب العلمیۃ - بیروت)
217 (شرح معانی الآثار، ج ۱، ص ۳۸۲، الناشر: دار الکتب العلمیۃ - بیروت)
218 (صحیح البخاری، ج ۱، ص ۸۲، الناشر: دار طوق النجاۃ)

یعنی حضور سراپا نور کے زمان سرور و برکت نشان میں ہر شخص کو پورے طور پر کپڑے میسر نہ تھے اور بعض صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایسے بھی تھے کہ ایک کپڑے کے سوا پر قادر نہ تھے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے شفقتًا علیہم وارفۃً بہم اجازت دی اور ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی قباحت کلی کی نفی فرمائی تو اس وقت میں جس شخص کو جو کپڑا میسر تھا اس میں اس کی نماز کامل طور پر ادا ہوئی اور ہر قسم کی کراہت سے خالی رہتی تھی اور اب جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر فراخی کی اور تنگدستی اور ناداری سے نجات دی، قسم قسم کے مال و منال سے ان کو نوازا اور ہر قسم کی نعمتوں سے انہیں مالا مال کر دیا اب کوئی ایسا نہ رہا جو اس طرح کا نادار ہو کہ دوسرے کپڑے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھنی چاہیئے اور احکم الحاکمین کی درگاہ عالی میں پوری نیت کے ساتھ حاضری دینا چاہیئے، مرد نماز پڑھتے وقت سب کپڑے اپنے بدن پر سجائے اور جن کپڑوں میں امراء و کبراء سے ملتا ہو انہیں میں نماز پڑھے پڑھائے اگر زیادہ نہ ہو کم سے کم دو کپڑے تو نماز کی حالت میں اس کے زیب تن ہوں وہ دو کپڑے تہبند اور چادر ہوں یا تہبند اور کرتہ ہوں یا تہبند اور قباء ہوں یا پاجامہ اور چادر ہوں یا پاجامہ اور کرتہ ہوں۔

اسی وجہ سے اعلم الصحابۃ وافضلہم بعد خلفاء الاربعۃ فی الاجتہاد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبد الرزاق کی روایت میں ارشاد کرتے ہیں:

إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ إِذْ كَانَ النَّاسُ لَا يَجِدُونَ الثِّيَابَ، وَأَمَّا إِذْ وَجَدُوهَا فَالصَّلَاةُ فِي ثَوْبَيْنِ۔[219]

یعنی نہ تھا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا مگر اس لئے کہ لوگ متعدد کپڑے نہیں پاتے تھے اور اب جو لوگوں کو متعدد کپڑوں پر دسترس ہے تو نماز دو کپڑوں میں پڑھنا چاہیئے یعنی صرف تہبند یا پاجامہ میں نماز پڑھنا طریق محمود کو چھوڑنا ہے۔

---

[219] (مصنف عبدالرزاق الصنعانی، ج ۱، ص ۳۵۶، الناشر: المجلس العلمي-الهند)

حاصل سب جوابوں کا یہ ہے کہ عمامہ اور کرتہ اور پاجامہ کے ہوتے ہوئے اگر ان تینوں کپڑوں میں کوئی کپڑا چھوڑ کے نماز پڑھے گا تو نماز اس کی مکروہ ہو گی، بعض صورتوں میں اعادہ واجب اور بعض میں مستحب۔

امام زمانہ صاحب ہدایہ کی تجنیس میں ہے:

کل صلاۃ ادیت مع الکراھۃ فانھا تعاد لا علی وجہ الکراھۃ۔

جو نماز ادا کی گئی کراہت کے ساتھ لوٹائی جائے اس طور پر جس میں کراہت نہ ہو۔

علامہ شرنبلالی کی مراقی الفلاح میں ہے:

وتعاد الصلاۃ لترک واجب وجوبا وتعاد استحبابا بترک غیرہ, انتھی۔[220]

اور دوہرائی جائے نماز بوجہ ترک واجب اور یہ دہرانا واجب ہے اور دہرائی جائے بطور استحباب کے بسبب چھوڑ دے غیر واجب کے خواہ سنت ہو وہ غیر یا مستحب اور اگر ان تین کپڑوں میں کوئی کپڑا موجود نہ ہو اور تحصیل اس کی نمازی کی قدرت میسرہ سے باہر ہو تو جو میسر ہو اسی میں اس کی نماز کامل طور پر ادا ہو گی اور ہر قسم کی کراہت سے خالی ہو گی۔

(مجموعہ رسائل، حصہ دوم، ص ۵۰۱تا۵۸۴)

شائع کردہ:

فقیر سید احمد علی شاہ ترمذی سیفی

بانی و مہتمم جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

اورنگی ٹاؤن، کراچی

فاضل دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک و جامعہ عثمانیہ، ٹھٹھہ، سندھ

---

220 (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ج ا، ص ۱۲۶، الناشر: المکتبۃ العصریۃ)